UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226417
UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—880—5-8-74—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. Y9L54 Accession No. P815

Author عبدالرحیم

Title

This book should be returned on or before the date last marked below

هو الرحمن الرحيم

فاذكروا الله قياما وقعودا وعلى جنوبكم

Checked 1975

مشتمل بر اذکار و مراقبات و معمولات و تشریح رسالہ فیض سلک ...

ارشاد رحیمیہ

در طریق

حضرات نقشبندیہ

تصنیف فاضل اجل کامل الاکمل حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب ... دامت برکاتہم

خاص در مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزی دہلی طبع شد

جملہ حقوق کاپی رائٹ محفوظ ہیں

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله كما هو به حقيق والصلوة والسلام على رسوله محمد الشفيق كما هو به مليق وعلى آله واصحابه الذين غاصوا في بحر التوحيد واظهروا فرائد الدرر من لجة العميق **اما بعد** می گوید قليل البضاعت وكاسد القناعت الراجی من الله الكريم محمد عبد الرحيم بن وجيه الدين الاويسی نقشبندی غفر الله له ولوالديه ولاستاذه ومرشده كه درين اوراق كلماتی چند كه سالكان اين طريقه شريفه عليه وقوف بر وی لازم است بيان كنم شايد كه اهل دولتی را بهره ازين حاصل شود بحكم الدال على الخير كفاعله اين فقير بدين نعمت عظمی واصل شود

بسم الله الرحمن الرحيم

سب تعریف وثنا اللہ جل شانہ کے ہی واسطے ہے جیسی چاہیے۔ اور صلوٰۃ وسلام اوسکے رسول حضرت محمد رسول اللہ پر جیسا انکے لائق ہی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین اور انکے آل واصحاب پر جنہوں نے دریای توحید مین غوطے لگائے اور اچھے گوہر بے بہا تہ سے نکالے۔ **اسکے بعد** کہتا ہے کم ہنر وکم سرمایہ امیدوار خدای کریم محمد عبد الرحیم بن وجیہ الدین اویسی نقشبندی اللہ مغفرت کرے اوسکی اور اوسکی والدین اور استادون اور مرشدون کی کہ ان اوراق مین ایسے چند کلمے جنسے واقف ہونا اس عالی طریقہ شریفہ کے سالک کو لازم ہی بیان کرتا ہون شاید کسی خوش نصیب کو انسے فائدہ ہو حدیث شریف مین آیا ہے الدال على الخير كفاعله یعنی نیک رستہ بتانیوالا ایسا ہی جیسا وہ نیکی کرنیوالا یعنی دونو کو ثواب برابر ہی تو اس فقیر کو یہ نعمت عظمی حاصل ہو

شعر

با اینهمه بیحاصلی و هیچ کسے	در مانده بنارسائی و بوالهوسے
وادیم نشان گنج مقصود ترا	گر ما نرسیدیم تو شاید برسے

واللہ الموفق بطریق السداد +

ترجمہ یعنی باوجودیکہ مینی کچھہ حاصل نہ کیا اور کسی
لائق نہوا - اور تھک گیا نہ پہنچ سکا تجھکو گنج مقصود
کا پتا دیدیا ہے - کہ اگر ہم نہین پہنچی شاید تو پہنچ جاے
الا اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے راہ راست کی

فصل ۱

بدان اَیَّدَکَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْکَ وَ
اَبْقَاکَ که طریقه بزرگوار قطب الاقطاب
حضرت خواجه بہاؤ الحق والدین والشرع
المعروف بنقشبند و خلفاء ایشان قدس
اللہ تعالےٰ ارواحہم - بعد از تصحیح عقیده
اہل سنت وجماعت واتیان اعمال صالحه
واتباع سنن ماثوره واقتفا بسلف صالح
رضوان اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین و عزیمت در
عمل واجتناب از محظورات و مکروہات دوام
عبودیت است یعنے دوام حضور با حق
سبحانه وتعالیٰ است بے مزاحمت شعور
غیر بلکه از شعور این شعور نیز علی مرور الاوقات
من غیر فترة ولشتت عزیمة واین سعادت
عظمیٰ ونعمت البقیٰ بے جذبه الٰہی که جذبه
من جذبات الحق غیر من عباد الثقلین میسر
نیست و موثرترین اسباب حصول این
جذبه جمعه صحبت برگزیده که سلوک وے
بطریق جذبه باشد ومشرف به تجلی ذاتی
شده باشد نیست وصحبت مع الشرائط

فصل ۱

جان (اللہ تیری خودی کو فنا کرے اور بقا
باللہ کا درجہ دے) کہ حضرت قطب الاقطاب
خواجہ بہاؤالحق والشرع والدین نقشبند - اور انکے
خلفاء قدس اللہ تعالےٰ ارواحہم کا طریقہ یہ ہے
کہ پہلے تو اہل سنت وجماعت کا عقیدہ درست
کرے اور نیک عمل کرے - اور اتباع سنت
اور سلف صالح رضوان اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین
کی پیروی کرے اور اعمال مین عزیمت اختیار
کرے اور جو باتین منع اور مکروہ ہین اونسے
بچے - ان سب باتون کے بعد دوام عبودیت
ہے یعنی دوام حضور حق سبحانہ سے ایسی طرح
کہ شعور غیر کچھہ اوسمین مزاحمت نہ کرے بلکہ اس
شعور کا شعور بھی مزاحمت نہ کرے - ہر وقت بے
پریشانی اور بے پراگندگی کے حق سبحانہ کے ساتھہ
دوام حضور رہے اور یہ سعادت عظمیٰ اور یہ نعمت البقیٰ
بے جذبہ الٰہی کے میسر نہین وہ جو کہا ہے - (اللہ کے
جذبو مین سے ایک جذبہ دو نو جہان کی عبادت
بہتر ہی) وہ ہی جذبہ ہی اور اس جذبہ کے حصول
کو سب سے موثر ایسی بزرگ کی صحبت ہے جنکا سلوک

والاداب موثر است والا بسا کس
سالها در صحبت اولیا باحسن عقیده مانده
اند واثر کمال ظاهر نشده واز سبب
ترک ادبے از اعلے علیین در اسفل
السافلین افتاده چنانچه در سنة الله
توالد وتناسل صوری بے مادر و پدر
متعذر توالد معنوی بے مرشد متعسر
قال الشیخ ابو علے الدقاق قدس سره
الشجرة التی تنبت بنفسها لا تثمر لها
وان کان لها ثمر یکون بغیر لذة
واین فقیر را بظاهر وصلت به تلقین و
اجازت از شیخ علے التحقیق بالاقتدا
حقیق جامع مظهرات السبحان حافظ
کلام الرحمن خواجه سید عبدالله است
قدس سره وایشان را از شیخ المشایخ
حضرت شیخ آدم بنوری است وایشان
را از مرشد زمانه وشیخ یگانه مجدد
الف ثانی حضرت شیخ احمد سرهندی
کابلی است وایشان را از ناشر
طریقه علیه در بلاد هند حضرت خواجه
محمد باقی است وایشان از حضرت
خواجه امکنکی است وایشان را از
مولانا درویش محمد است وایشانرا
از مولانا محمد زاهد است وایشان از
قدوة الابرار خواجه عبیدالله احرار است

اور آداب کے ساتھ ہو اور نہین تو بہتیرے
لوگ اولیا کی صحبت مین عقیدہ کے ساتھ برسون
رہے ہین اور کچھ کمال کا اثر ظاہر نہین ہوا اور
بسبب ایک ادب کے ترک کرنیسے اعلی علیین سے
اسفل السافلین مین جا گرے ہین جیسے سنت الٰہی
یون ہے کہ فرزند ظاہری بے مان اور باپ کے
پیدا نہین ہوتا۔ اسیطور اولاد معنوی بے مرشد
کے دشوار ہے (حضرت ابو علی دقاق قدس سرہ
فرماتے ہین یعنی جو درخت خود بخود اوگے
اوسمین میوہ نہین ہوتا۔ اور جو ہوتا ہے تو اوسمین لذت
نہین ہوتی) اور اس فقیر کو ظاہر مین وصل تلقین اور
اجازت کا اونسے ہے جو تحقیق شیخ ہین اور اقتدا کے
لائق ہین جامع ہین مظہرات سبحان کے اور حافظ
کلام رحمن کے۔ وہ حضرت سید عبداللہ قدس سرہ
ہین اور اونکو شیخ المشایخ حضرت شیخ آدم بنوری سے
ہے۔ اور اون کو مرشد زمانہ اور شیخ یگانہ مجدد
الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی کابلی سے
ہے۔ اور اون کو جو ناشر (یعنی پھیلانیوالے) ہین
طریقہ علیہ ہند مین ہین۔ حضرت خواجہ محمد باقی
اون سے۔ اور اون کو حضرت خواجہ امکنکی سے
اور اون کو مولانا درویش محمد سے۔ اور
اون کو مولانا محمد زاہد سے اور اون کو
قدوۃ الابرار زبدۃ الاحرار عارف معارف
باللہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار سے
ہے ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

وایشان از شیخ الشیوخ جامع المعقول و
المنقول صاحب العلم والعمل مولانا
یعقوب چرخی وایشان را از قطب الاقطاب
سلطان العارفین صاحب الطریقة خواجه
بہاؤ الحق والدین المعروف بنقشبند وایشان
را درطریق نظر قبول بفرزندی از شیخ طریقة
خواجه محمد بابا سماسی است امانسبت تربیت
حضرت خواجه قدس سرہ بحقیقت از روحانیۃ
حضرت خواجه بزرگ خواجه عبدالخالق
غجدوانی است ونسبت اراده وصحبت
وتعلیم آداب سلوک وتلقین ذکر حضرت
خواجه را از حضرت امیر سید کلال است
وایشان از خواجه محمد بابا سماسی است
وایشان را از خواجه علی رامیتنی وایشان را
از خواجه محمود الخیر فغنوی وایشان را از
خواجه عارف ریوگری وایشان را از
خواجه عبدالخالق غجدوانی که سر حلقهٔ
خواجگانند وایشان را از خواجه امام
ربانی ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی
وایشان را از خواجه علی فارمیدی طوسی
است که از کبار مشائخ خراسانند وحجة
الاسلام امام محمد غزالی را تربیت در
علم باطن از ایشان ست وایشان را
از شیخ ابو القاسم گرگانی وشیخ ابو القاسم را
انتساب در علم باطن بدو جانب ہست

اور اون کو شیخ الشیوخ جامع معقول اور
منقول صاحب العلم والعمل مولانا یعقوب
چرخی سے اور اون کو قطب الاقطاب
سلطان العارفین صاحب الطریقت خواجہ
بہاؤ الحق والدین المعروف نقشبند سے اور
اون کو نظر قبول بفرزندی شیخ طریقت خواجہ
محمد بابا سماسی سے ہے مگر تربیت کی نسبت
حقیقت مین روحانیت سی ہے حضرت خواجہ
بزرگ خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے
ہے۔ اور نسبت ارادت اور صحبت اور
سلوک اور تلقین ذکر کے حضرت امیر
سید کلال سے ہے۔ اور اون کو خواجہ
محمد بابا سماسی سے ہے۔ اور ان کو
خواجہ علی رامیتنی سے اور اون کو
خواجہ محمود الخیر فغنوی سے۔ اور انکو
خواجہ عارف ریوگری سے۔ اور اونکو
خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے۔ جو
سر حلقۂ خواجگان ہین۔ اور اونکو خواجہ
ربانی ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی
سے۔ اور اونکو خواجہ علی فارمیدی طوسی
سے جو خراسان کے بڑی مشائخون مین ہین
اور حجت الاسلام امام محمد غزالی کو تربیت علم
باطن مین انہین سے ہے۔ اور اونکو
شیخ ابو القاسم گرگانی سے۔ اور شیخ ابو القاسم
کو علم باطن مین نسبت دو جانب سی ہے

یکے شیخ ابوالحسن خرقانی و وے را بالشیخ
ابو یزید بسطامی است و ولادۂ شیخ
ابوالحسن بعد از وفات شیخ ابو یزید
است بمدتے و تربیت شیخ ابو یزید
ویرا بحسب باطن و روحانیت بوده
است نہ بظاہر و صورت و نسبت
ارادۂ شیخ ابو یزید بحضرت امام جعفر
صادق است رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
بنقل صحیح ثابت شده است کہ ولادۂ
شیخ ابو یزید نیز بعد از وفات حضرت
امام است و تربیت حضرت امام
ویرا بحسب معنی و روحانیت بوده
است نہ بحسب ظاہر و صورت و حضرت
امام جعفر صادق را رضی اللہ تعالیٰ
عنہ چنانچہ شیخ ابو طالب مکی قدس
سرہ در قوت القلوب آورده دو
نسبت ثابت است یکے بوالد بزرگوار
خود امام محمد باقر و ایشان را بوالد
بزرگوار خود امام محمد زین العابدین
علی بن الحسین است ایشان را
بوالد بزرگوار خود امام حسین و
ایشان را بوالد بزرگوار امیر المومنین
علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و
ایشان را بحضرت رسالت پناه و
مشایخ طریقہ قدس سرہ سلسلہ نسبت

ایک تو شیخ ابوالحسن سے اور شیخ ابوالحسن خرقانی
کو ابو یزید بسطامی سے - اور شیخ ابوالحسن
کی ولادت شیخ ابو یزید سے مُدت
کے بعد ہے - اور تربیت شیخ ابو یزید
کی اونکو بحسب باطن اور روحانیت سے
ہے - ظاہر مین نہین ہے - اور نسبت
ارادۂ شیخ ابو یزید کی حضرت امام جعفر
صادق سے ہے رضی اللہ تعالےٰ عنہ -
اور صحیح نقل سے ثابت ہوا ہے کہ ولادۂ
شیخ ابو یزید کی بھی بعد وفات حضرت
امام جعفر صادق کے ہے - اور تربیت حضرت
امام کی شیخ ابو یزید کو بحسب معنے اور روحانیت
کے ہے - بحسب ظاہر نہین ہے اور حضرت
امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو بموجب لکھنے شیخ ابو طالب مکے
قدس سرہٗ کے - جو قوت القلوب مین لکھا
ہے - دو نسبت ثابت ہین - ایک تو اپنے
والد بزرگوار امام محمد باقر سے - اور
اونکو اپنے والد بزرگوار امام محمد زین العابدین
علی بن الحسین سے - اونکو اپنے والد بزرگوار
امام حسین سے - اور اون کو
اپنے والد بزرگوار امیر المومنین علے
رضوان اللہ علیہم اجمعین سے -
اور اونکو حضرت رسالت پناه صلعم سے
اور مشایخ طریقت قدس سرہ نسبت

آئمہ اہلبیت را رضی اللہ تعالیٰ عنہم از
جہتہ نفاست و عزت و شرفی کہ دارد
سلسلۃ الذہب نام کردہ اند و نسبت دیگر
کہ حضرت امام جعفر صادقؑ رضی اللہ
تعالےٰ عنہ کہ پدر مادر حضرت امام است
واز فقہای سبعہ بودہ است و بے نظیر زمان
خود در علم ظاہر و باطن و ی را نسبت ارادہ
باطن بسلمان فارسی است رضی اللہ تعالےٰ
عنہ و وے را با وجود شرف صحبت
حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم نسبت باطن بامیر المومنین ابی
بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نیز
بودہ است بعد از انتساب بحضرت
رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم و حضرت
امام مقتدا خواجہ محمد پارسا قدس سرہ
در قدسیہ نوشتہ اند اہل تحقیق برآنند
کہ امیر المومنین علے کرم اللہ وجہہ بعد
از حضرت رسالت پناہ صلے اللہ
علیہ وسلم از ان خلفاء کہ بر امیر المومنین
علے مقدم بودہ اند ہم نسبت باطن
تربیت یافتہ اند و شیخ ابوطالب مکی
قدس روحہ در قوت القلوب فرمودہ
اندکہ قطب الزمان در ہر عصرے الے
یوم القیامۃ در مرتبہ و مقام نائب
مناب امیر المومنین ابوبکر صدیق ثبت

اہلبیت رضی اللہ عنہم کو بسبب نفاست
اور عزت و شرف کے جو انکو حاصل
ہے سلسلۃ الذہب کہتے ہین۔ اور دوسرے
نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ
تعالےٰ عنہ کو اپنے نانا سے ہے۔ جو
ساتوین فقہا مین سے ہین اور اپنے زمانہ
کے بے نظیر ہین علم ظاہر و علم باطن مین
اور انکو نسبت باطن سلمان فارسی رضؓ
سے ہے اور انکو باوجود شرف صحبت
حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ و آلہ و
سلم کے باطن کی نسبت امیر المومنین حضرت
ابوبکر صدیق رضؓ سے بھی ہے۔ بعد
نسبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کے۔ حضرت امام مقتدا
خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے قدسیہ
مین لکھا ہے۔ کہ اہل تحقیق کے نزدیک
حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کو۔
آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
بعد اون خلفاء سے۔ جو آپ سے
پہلے خلیفہ ہوئے ہین نسبت باطن کی
تربیت کی ہے۔ اور شیخ ابوطالب
مکی قدس روحہ نے قوت القلوب
مین فرمایا ہے۔ کہ قطب زمان ہر زمانہ
مین قیامت تک مرتبہ و مقام مین نائب
مناب امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق کا ہے

وآن ستہ دیگر اوتاد کہ فروتر از قطب اند
نائب مناب آن ستہ خلیفہ دیگر اند کہ
امیر المومنین عمر و امیر المومنین عثمان و
امیر المومنین علے اند رضی اللہ تعالے
عنہم وششش دیگر از صدیقان نائب
مناب ششش دیگر از عشرہ بشرہ رضوان
اللہ تعالی علیہم اجمعین ونسبت دیگر
شیخ ابو القاسم گرگانی در ارادت
باطن شیخ ابو عثمان مغربی و وے را
با بو علے کاتب و وی را با بو علے
رودباری و وے را بجنید بغدادی و ویرا
بسری سقطی و ویرا معروف کرخی و شیخ
معروف را دو نسبت واقع است یکے
بداؤد طائی و ویرا بحبیب عجمی و وے را
بحسن بصری و وے را با میر المومنین علے
رضی اللہ تعالے عنہ والیشان را بحضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
و دیگر شیخ معروف را نسبت ارادت
بحضرت امام علی موسی رضاست و
الیشان را بوالد بزرگوار خود امام موسی
کاظم والیشان را بوالد بزرگوار خود
امام جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ
الی آخر النسبۃ کما مر از بیان سلسلہ
این مشائخ قدس اللہ ارواحہم معلوم
میگردد اکثر مشائخ این طریقہ کہ در سلسلہ

اور وہ تین اوتاد جو اوس قطب زمان
سے نیچے ہین وہ نائب مناب اون تین خلیفون
کے ہین۔ یعنے امیر المومنین حضرت عمر اور
امیر المومنین حضرت عثمان اور امیر المومنین حضرت
علی کی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اور چھ صدیق
اونائب مناب اون باقی چھہ عشرہ مبشرہ کے ہین
رضوان اللہ تعالی عنہم اجمعین۔ اور دوسری
نسبت ارادت باطنے مین شیخ ابو القاسم گرگانی
کے۔ شیخ ابو عثمان مغربی سے۔ اور اون کو
ابو علی کاتب سے۔ اور اون کو ابو علی
رودباری سے اور انکو جنید بغدادی سے
اور اونکو سری سقطے سے اور اونکو معروف کرخی
سے۔ اور شیخ معروف کرخی کو دو طرف سے
ہے۔ ایک تو داؤد طائی سے۔ اور اونکو حبیب
عجمی سے۔ اور اونکو حسن بصری سے اور اونکو
امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ اور
اونکو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے۔ اور دوسری نسبت شیخ معروف کرخی
کو حضرت امام علی موسی رضا سے ہے اور
اونکو اپنی والد بزرگوار امام موسی کاظم سے۔ اور
اونکو اپنی والد بزرگوار امام جعفر صادق رضی
اللہ تعالے عنہ سے۔ انتہا تک۔ جیسے اوپر
بیان کیا ہے۔ ان مشائخ قدس اللہ
سرہ کے سلسلہ کے بیان سے معلوم
ہوتا ہے کہ اس طریقہ کے اکثر مشائخ

مذکورند اویسی بوده اند و معنی اویسی آن است
که حضرت شیخ طریقت شیخ فرید الدین
عطار قدس الله سره گفته اند قومے از
اولیاء الله باشند که ایشان را مشایخ طریقه
و کبراء حقیقت اویسیان نامند و ایشانرا
در ظاهر حاجت به پیری نبود زیرا که
ایشان را حضرت نبوت صلے الله علیه و
سلم یا روح ولی از اولیاء حق در حجر عنایت
خود پرورش میدهد بیواسطه غیری چنانچه
اویس را داد رسالت پناه صلے الله علیه و
سلم و این مرتبه عالی تا کرا دهند ذلک
فضل الله یوتیه من یشاء و بسیارے
از مشایخ طریقت را در آوان سلوک
توجه باین مقام بوده است چنانکه شیخ
ابوالقاسم گرگانی طوسی که سلسله شیخ ابوالجناب
نجم الدین کبری بایشان می پیوندد و شیخ
ابوسعید ابوالخیر و شیخ ابوالحسن خرقانی
وغیرهم وغیرهم و اویسی را در سلوک و
وصول بفیض ربانی و تجلیات رحمانی
ارواح مقدسه وسایط می باشند اما
در طریق جذبه که طریق وجه خاص است
هیچ واسطه درمیان نبود.

اویسی ہوئے ہین جو اوپر بیان ہو چکے ہین اور
اویسی کے یہ معنی ہین کہ حضرت شیخ طریقت شیخ
فریدالدین عطار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اولیا
اللہ مین ایک ایسی اولیا ہین کہ اونکو مشائخ طریقہ
اور کبرئ حقیقت اویسی کہتے ہین اونکو ظاہر
مین پیر کی حاجت نہین ہوتی کہ اونکو حضرت
نبوت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اور کسی
ولی کی روح اولیاء اللہ مین سے اپنی آغوش
عنایت مین پرورش کرتی ہی بیواسطے اور
وسیلہ کسی اور کے جیسی حضرت اویس قرنی کو۔
حضرت رسالت پناہ نے کی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اور یہ بلند مرتبہ جسکو خدا دیدی ذلک فضل اللہ
یوتیہ من یشاء۔ اور اکثر مشائخ طریقت کو زمانہ سلوک کے
اس مقام کیطرف توجہ ہوئی ہی۔ جیسے شیخ ابوالقاسم
گرگانی طوسی کو۔ کہ سلسلہ شیخ ابوالجناب نجم الدین
کبری کا اونسی جا ملتا ہے۔ اور شیخ ابوسعید
ابوالخیر۔ اور شیخ ابوالحسن خرقانی اور اونکے
سوا اور بھی۔ اور اویسی کو سلوک مین وصول
فیض ربانی اور تجلیات رحمانی کا جو ہوتا ہے
اوسمین ارواح مقدسہ واسطہ ہوتی ہین لیکن
جذبہ کے طریق مین کہ وہ ایک طریق وجہ خاص ہے
کوئی واسطہ درمیان نہین ہوتا۔

فصل ٢   فصل ٢

بدان اعطاک الله تعالے و ایانا

جان ای سالک اللہ تعالی تجھے اور ہمین

معارج نهایات الکمالات که طریقه سلوک و
وصول این طائفه بر سه گونه است اوّل
طریق ذکر است و چون ذکر از روی لفظ و
نطق کونی است و از روی مدلول ربانی
پس برزخ است میان خلق و حق و بسبب
ذکر نوع ارتباطی حاصل خواهد شد که
آن علم لدنی است خارج است از تعلیم
و تعلّم و ذکر اسم ذات و نفی و اثبات بمنزله
هجا است مر طفل را که هرگز بی هجا ملکه قرأت
حاصل نشود و مشایخ طریقت قدس الله
ارواحهم از جمله اذکار ذکر لا اله الا
الله را اختیار کرده اند و حدیث نبوی
چنین وارد است که افضل الذکر لا اله
الا الله و حجب بندگان نتیجه نسیان
و حقیقت حجاب انتقاش صور کونیه
است در دل و درین انتقاش نفی
هوی و اثبات غیر است پس از خلاص شرک
خفی جز بملازمت و مداومت بر معنی
این کلمه که نفی ماسوای حق و اثبات
حق سبحانه تعالی حاصل نیاید طریق
ذکر آنست لب بر لب زبان بکام چسپاند
و نفس را در درون حبس کند چنان که
بسیار تنگ نشود و حقیقت دل که عبارت
از آن لطیفه دراکه است که در طرفة العین
اورا تا آسمان رفتن و در تمام عالم سیر کردن میسر است

نہایات کمال کے معراج عطا کری کہ سلوک
رد و قبول کا طریقہ ان بزرگون کا تین
طرح ہے اوّل تو ذکر کا طریقہ ہی اور جبکہ ذکر از روے
لفظ و نطق کے کونی ہی یعنی اس موجودات مین سے
ہی اور از روی معنے کے ربانی ہی۔ تو یہ برزخ ہے
یعنی بیچ مین ہی خلقت اور اللہ تعالی کی اور ذکر
کی سبب ایک ایسا ارتباط حاصل ہوگا کہ وہ علم لدنی
جو سیکھنے اور سکھانے سے نہین آتا اور ذکر اسم ذات کا
اور ذکر اسم ذات کا اور ذکر نفی و اثبات کا بمنزلہ
ہجون کے ہے جیسے پہلے بچے جب تک ہجی نکرین پڑھنا
نہین آتا اور مشایخ طریقت قدس اللہ ارواحہم نے سب
ذکرون مین ذکر لا اله الا اللہ کا اختیار کیا ہی اور حدیث شریف
مین یون آیا ہی کہ افضل الذکر لا اله الا اللہ یعنی افضل
ذکر لا اله الا اللہ ہے اور سالکون کا حجاب نسیان کا
نتیجہ ہے اور حجاب کیا چیز ہے یہ ہے کہ موجودات کے
صورتین دل مین نقش ہون اور جب دل مین موجودات کے
صورتین نقش ہوئین تو حق کی نفی اور غیر کا اثبات ہوا
تو خلاص شرک خفی سے جبھی ہوتا ہی کہ اس کلمہ کے
معنے پر ہمیشہ رہے اور لازم کرکے کہ اس کلمہ مین حق
کا اثبات اور غیر کی نفی ہے۔ طریقہ ذکر کا یہ ہے
کہ لب کو لب پر۔ زبان تالو سے لگا کے۔ اور دم
کو روکے۔ مگر اس قدر کہ بہت تنگ نہ ہو جائے
اور دل کی حقیقت کو کہ ایک لطیفہ دراکہ ہے۔
ایسا کہ پلک مارتے مین آسمان پر پہنچ جائے
اور تمام عالم مین پھر آئے ⁂

از همه اندیشها خالے سازد و ویرا
بدل مجازے کہ گوشت پاره ایست
بر صورت صنوبری جانب چپ متوجه
گرداند و بذکر کردن مشغول کند برین نهج
کہ کلمہ لا الہ را از جانب راست متصل ناف
کشد باز کتف راست حرکت داده تا برت
رساند و کلمہ لا الا اللہ سخت بر دل صنوبری
زند چنان کہ حرارت او بتمام اعضا
برسد و محمد رسول اللہ را از جانب چپ
تا بجانب راست برد و در طرف نفی وجود
جمیع محدثات را بنظر فنا مطالعه کند
یعنے چون بدل گوید لا الہ الا اللہ برآ
این بخیال اندیشه معنی لا موجود تصور
کرده همه اشیا را و خود را درین
اندیشه محو کند و در طرف اثبات وجود
حق سبحانه تعالی را بنظر بقا ملاحظه نماید
یعنی چون الا اللہ گوید ملاحظه کند انچه
موجود ست حق ست وطریق ذکر اسم
ذات آنست کہ متوجه بقلب صنوبری
شده اسم مقدس اللہ بمد تمام و شد
تمام از تحت ناف می کشند و بزبان
دل ذکر می گویند یا ملاحظه معنے بیچون
بعضے از کبرای این طریقت عقب هر
ذکر این معنی را ملاحظه می کنند کہ تو ئی
مقصود و تو ئی موجود و بعضے صورت پیر

سب اندیشون سے خالی کرے اور اسکو
دل مجازی کے طرف کہ وہ ایک گوشت کا
ٹکڑا صنوبری شکل ہے۔ بائین طرف کو متوجہ
کرے اور ذکر کرنیمین مشغول کرے اسطرح
کہ کلمہ لا الہ کو ناف کے متصل داہنی طرف سے
کھینچے پھر داہنے مونڈھے کو حرکت دیکر
بائین مونڈھے پر پہنچائے اور کلمہ لا الا اللہ کو زور سے
دل صنوبری شکل پر ایسی ضرب دے کہ اوسکی
حرارت تمام اعضا مین پہنچے اور محمد رسول اللہ کو
بائین طرف سے داہنی طرف کو لیجائے اور طرف نفی
مین تمام موجودات کو فنا کے نظر سے دیکھے۔
یعنی جب دل مین لا الہ الا اللہ کہے تو اسکی برابر
ہی خیال یہ کرے کہ لا موجود یعنی کوئی موجود
نہین۔ تمام اشیا کو اور اپنے تئین مٹا دے
اور اثبات کی طرف مین حق سبحانہ کو بقا کی
نظر سے ملاحظہ کرے یعنی جب الا اللہ کہے تو
یہ یقین کرے کہ جو کچھ موجود ہے حق ہے
اور اسم ذات کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ قلب
صنوبری کی طرف متوجہ ہوکر اللہ کے اسم
مقدس کو خوب مد و شد کے ساتھ زیر ناف
سے کھینچتے ہین۔ اور دل کی زبان سے ذکر کرتے
ہین۔ اور بیچون کے معنے خیال مین رکھتے ہین
اور بعضے اس طریقہ کے بڑے بزرگ اس
ذکر کے پیچھے یہہ لحاظ مین رکھتے ہین کہ توئی
مقصود ہی اور توئی موجود ہی اور بعضے اپنے پیرکو

درخیال نیز تصور می کنند و گفته اند باز
داشتن نفس در وقت ذکر سبب آثار
لطف است و مفید شرح صدر است
و اطمینان دل است و موثر است در
نفی خواطر و عادت کردن بباز داشتن
نفس سبب وجدان حلاوت عظیم ست
و بواسطه مطالعه جمیع کمنونات به نظر
فنا و مشاهده وجود قدیم حق سبحانه
بنظر بقا و ملازمت برین ذکر حقیقت
توحید در دل ذاکر قرار گیرد و چشم بصیرت
وے کشاده گردد تا او را میان شرع
و عقل و توحید هیچ تناقض نه نماید
و درین مقام ذکر صفت لازم دل گردد
بعد ازان بجا رسد که حقیقت ذکر با
جوهر دل یکے شود و هیچ اندیشهٔ غیر
نماند و ذکر در مذکور فانی گردد چون بارگاه
دل از زحمت اغیار خالی گردد بحکم لَا
یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ
قَلْبُ عَبْدِیْ مُؤْمِنٍ جمال سلطان الا
الله تجلے نماید و حکم وعده اَذْکُرْکُمْ مجرد
از لباس خوف و صوت و خاصیت
کل شئ هالك الا وجهه آشکارا
شود تا که وجود روحانیت باقی ست
و بمرتبه فنا نرسیده است آن
ذکر بحقیقت خفیه نیست و چون بحقیقت

تصور مین کہتی ہین۔ اور فرمایا ہی کہ ذکر کے وقت
سانس کو روکنا سبب آثار لطف کا۔ اور شرح صدر کو
مفید ہی اور دل کو اطمینان ہوتا ہی اور خطرے دل
مین نہ آنے کے واسطے بہت اچھا ہے۔ اور سانس
روکنے کی عادت کرلے تو ایک حلاوت عظیم ہوتی
ہی بسبب مطالعہ کرنے تمام کمنونات و موجودات کے
فنا کی نظر سے اور حق سبحانہ کے وجود قدیم کے مشاہدہ
کرنے سے بقا کی نظر سے۔ اور اس ذکر پر مداومت
کرنے سے توحید کی حقیقت ذاکر کے دل مین قرار پکڑتی
ہی اور اوسکی بصیرت کی آنکھ کہلجاتی ہے کہ اوسکو درمیان
شرع شریف کے اور عقل اور توحید کے کچھ تناقض
نہین معلوم ہوتا ہی اور اس مقام مین ذکر دل
ایک صفت لازم ہوجاتی ہے اسکے بعد ایسی مقام
مین پہنچتا ہے کہ ذکر کی حقیقت اور جوہر دل ایک
ہوجاتے ہین اور غیر کا کچھ اندیشہ نہین رہتا اور
ذکر مذکور مین فانی ہوجاتا ہے۔ جب دل کی
بارگاہ اغیار سے خالی ہوئی تو بموجب اس حدیث
قدسی کے (میری وسعت نہین رکھتی زمین اور نہ میرا
آسمان لیکن میری وسعت ہے مومن بندہ کے دل
مین) سلطان الا اللہ کا جمال تجلی کرتا ہی اور
اذکرکم (یعنی مین تمہارا ذکر کرون) کے وعدہ کا حکم
حرف آواز کے لباس سے مجرد آشکارا ہوتا ہے (ہر شے
ہلاک ہونیوالی ہی مگر اللہ کی وجہ) کی خاصیت ظاہر
ہوتی ہی جبتک روحانیت کا وجود باقی ہی اور فنا کے
مرتبہ کو نہین پہنچا ہے وہ ذکر خفیہ نہین ہے حقیقت

فنا برسد آنجا بود کہ باطن او از نفی
باایستد و بجز از اثبات نتواند و ذکر
او اللہ اللہ اللہ شود و آنچہ حقیقت کلمہ
وسرّ اوست بہ رسد وحقیقۃ الذکر
عبارۃ عن تجلیۃ الحق سبحانہ لذاتہ
بذاتہ من حیث الاسم المتکلم
اظہارا للصفات الکمالیۃ
ووصفا بالنعوت الجمالیۃ والجلالیۃ واول
تجلے کہ بر سالک آید در مقامات سلوک
تجلے افعال بود کہ آنرا محاصرہ خوانند
وانگاہ تجلے صفات شود کہ آن را
مکاشفہ خوانند و انگاہ تجلے ذات
شود آن را مشاہدہ خوانند وحضرت
خواجہ امام ربانی خواجہ یوسف ہمدانی
رحمۃ اللہ علیہ کہ سلسلہ مشایخ ما قدس اللہ
ارواحہم بایشان مے پیوندد و
چنین فرمودہ اند کہ طالب را باید
شب وروز مستغرق لا الہ الا اللہ
باشد خواب وبیداری
برکفت وی نفقہ کند و
دست از نوافل نماز ہا و ذکر ہا
وتسبیحہا بدارد و اختصار براین کلمہ
کند جائیکہ علم لدنی و حکمت الہی
بود و خدمت بنقل زحمت باشد
ودر قطع علایق مخلوقات ہیچ آلتے از

فنا کی حقیقت کو پہونچی ۔ تو وہان ہوتا ہی
کہ اوس کا باطن نفی سے ٹھیر جاتا ہے ۔ اور
سوای اثبات کے اور کچھ نہین ہوسکتا ۔ اور
اوس کا ذکر اللہ اللہ اللہ ہوتا ہے ۔ اور جو
کلمہ کے حقیقت وسر ہی اوسی پہنچ جاتا ہی اور کلام کی حقیقہ کو
پہنچ جاتا ہی کہ ذکر عبارت ہی اللہ کی تجلی لذاتہ بذاتہ سے
اسم متکلم کی حیثیت سی واسطے ظاہر کرنے صفات
کمالیہ کے اور وصف کرنے صفتون جمالیہ اور جلالیہ کے
اور پہلے جو سالک پر تجلی آتی ہی سلوک کے مقامات
مین وہ تجلی افعال ہوتی ہی اوسی محاصرہ کہتے ہین
اور پہر تجلی صفات ہوتی ہی جسے مکاشفہ کہتے
ہین اور پہر تجلے ذات ہوتی ہی اوسکا نام مشاہدہ
ہے اور حضرت خواجہ امام ربانی خواجہ یوسف
ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ جن کو ہماری مشایخ قدس
اللہ ارواحہم کا سلسلہ جا ملتا ہی ۔ یون فرماتے
ہین ۔ کہ طالب کو چاہیے کہ رات دن لا الہ
الا اللہ مین مستغرق رہے ۔ اپنا ۔ سونا ۔ اور
جاگنا ۔ سب اوسی پر صرف کرے ۔ اور نفل نمازون
اور ذکرون ۔ اور تسبیحون سے باز رہی ۔
فقط لا الہ الا اللہ مین سب صرف کری ۔ سب ایسے
کلمہ پر اختصار کرے ۔ جہان علم لدنی ہو
اور حکمت الہی ہو ۔ وہان نفلون سے
خدمت کرنی زحمت ہے ۔ اور مخلوقات کے
علاقہ قطع کرنے کو ئی آلہ افعال سے

افعال و اذکار ظاہری و باطنی
کامل و شافی تر از قول لا اله الا
الله نیست و نیز مشایخ گفته اند
اگرچه دل بذکر گویا گردد از سعی
در ذکر کردنے باید ایستاد علی الخصوص
پیش از صبح و بعد عصر و نماز شام
و حضرت خواجه امام علی حکیم
ترمذی رحمة الله علیه فرموده اند
کسے که دوام دولت ایمان طلبد
باید که در ہر جائے و ہر کارے
عادت وے گفتن کلمه لا اله
الا الله بود ظلمت شرک خفی
ہموارہ بایں کلمه دور کند و
ہم ایشان فرموده اند که بیداری
دل را درجات است و بیداری
میسر نمی شود الا به اقتصاد و اقتصاد
دوام ذکر ست در نوم و یقظه و
بعضے مشایخ ذکر لا اله الا الله را
اختیار کرده اند و محمد رسول
الله را در وے مضمر می دارند و
مشایخ ما قدس الله ارواحہم کلمه
تمام را مے گویند و قال
حجة الاسلام گمان مبر که روزن
دل بملکوت بے خواب و بیمرگ
کشاده نه گردد که این چنین نیست

اور کوئی ذکر ظاہری و باطنی بہت
کامل و شافی لا اله الا الله سے نہیں
ہے اور یہ بھی مشایخ نے فرمایا ہے
کہ اگرچہ دل سے ذکر جاری ہو جائے
تو بھی ذکر کرنے کی کوشش سے باز نرہے
علی الخصوص کہ صبح سے پہلے اور عصر اور
شام کے بعد۔ اور حضرت خواجہ امام
علی حکیم ترمذی نے فرمایا ہے کہ جو اپنے
ایمان کے دولت ہمیشہ چاہے وہ
اپنے ہر کام میں اور ہر جائے لا اله
الا الله کہنے کے عادت کر لے ہمیشہ
ظلمت شرک خفی کے اس سے دور
کرتا رہے اور یہ بھی انہوں نے فرمایا
ہے کہ بیداری دل کے واسطے بہت
درجے ہیں اور دل کی بیداری
میسر نہیں ہوتے مگر اقتصاد سے
اور اقتصاد کیا ہے دوام ذکر
ہے سوتے اور جاگتے اور بعضے
مشایخ نے ذکر لا اله الا الله اختیار
کیا ہے اور محمد رسول الله کو اوسمیں مضمر
رکھتے ہیں اور ہمارے مشایخ قدس الله ارواحہم
تمام پورا کلمہ کہتے ہیں۔ اور حجة الاسلام
نے فرمایا ہے کہ گمان نہ کرے کہ دل
کا روزن ملکوت کیطرف بغیر سونے کے اور بیدون
مرنے کے نہیں کھلتا۔ کیونکہ یوں بات نہیں ہے

بلکہ اگر بہ بیداری کسے خویشتن را ریاضت کند و دل را از دست غضب و شہوت و اخلاق بد و ناشایست این جہان بیرون کند و جای خالی بہ نشیند و چشم فراز کند و حواس را معطل سازد و دل بملکوت مناسبت دہد۔ اللہ اللہ اللہ بر دوام گوید بدل نہ بزبان تا چنان شود کہ از خویشتن و از ہمہ عالم بیخبر شود و از ہیچ چیز خبر نداشتہ باشد چون چنین شود اگر چہ بیدار باشد آن روزن گشادہ شود انچہ دیگران در خواب بینند وے بہ بیداری بیند ارواح و فرشتگان در صورتہای نیکو وے را پدید آیند و پیغمبران را علیہم السلام دیدن گیرد و از ایشان فائدہ ہا گیرد و مددہا یابد و ملکوت آسمان و زمین بوی نمایند و کسے را کہ راہ گشادہ باشد کار عظیم ببیند کہ در حد وصف نیاید و اما در بدایت کار تکلف مجاہدہ و ریاضات در کار است چنانکہ قولہ تعالیٰ واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا یعنے از ہمہ چیزہا گسستہ گردی و ہمگی خود را بوے دہی و بتدبیرہائے مشغول نگردے

بلکہ اگر کوئی بیداری مین ریاضت کرے اور دل کو غضب اور شہوت اور اخلاق بد سے اور بُری کامون سے اس جہان کے بچائیے۔ اور ایک خالی جاے بیٹھے۔ اور آنکھین بند کرے۔ اور حواس معطل کرے اور دل کو ملکوت سی مناسبت دے۔ اور اللہ اللہ اللہ ہمیشہ دل سے کہے زبان سے نہین اس قدر کہ اپنے سے اور سارے عالم سے بے خبر ہو جای۔ اور کسی چیز کی خبر نرکھے جب ایسا ہو تو اگر چہ بیدار ہو وہ دل کا روزن ملکوت کی طرف کھلجاتا ہی۔ جو کچہ اور لوگ خواب مین دیکھین وہ بیداری مین دیکھ لیتا ہے ارواحین اور فرشتے اچھی اچھی صورتوان مین اوسے نظر آیئن اور پیغمبرون علیہ السلام کو دیکھنے لگے اور اون سے فائدے حاصل کرے اور اونکی مدد پائی اور ملکوت آسمان و زمین اوسکو نظر آیئن اور جسکا روزن کھلجائی وہ ایسے کام عظیم دیکھے جو بیان مین نہین آسکتے۔ لیکن ابتدا مین مجاہدہ کے تکلیف ہے اور ریاضتین درکار ہین چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے یعنی سب چیزون سے کچہ علاقہ نرکھے اور بالکل اپنے تئین اللہ کو سونپ دے ــــ اور تدبیرون سے مشغول نہ ہو ؛ ؛ ؛ ؛ ؛

که او سبحانه خود کار راست کند
رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا
هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا چون ویرا
بوکیلی گرفتی تو فارغ شدی با
خلق میامیز وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ
وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا یعنی صبر کن بر
انچه اهل دنیا طعن و استخفاف کنند
وایشان را بگذار گذاشتن نیک اینهمه
تعلیم مجاهده و ریاضت است تا
دل صافی شود از عبادت خلق و
از شهوات دنیا واز مشغله محسوسات
و راه صوفیان این است و این راه
نبوت ست گمان مبر که این حال
به پیغامبران مخصوص است زیراکه
هر همه آدمیان در اصل فطرت
شائسته آن ست كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى
فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ عبارت ازین شائستگی
است وَمَنْ لَمْ يَعْتَقِدْ اَنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا
يُشَاهِدُوْنَ فِيْ حَالِ الْيَقْظَةِ مَا لَا
يُمْكِنُ لِغَيْرِهِمْ اَنْ يَّرَاهُ اِلَّا فِيْ حَالِ النَّوْمِ
لَمْ يَهْتَدِ اِلٰى حَقِيْقَةِ الْاِيْمَانِ بِالنُّبُوَّةِ
وجمله محققان مجاهده اثبات کرده اند و
مر آن را سبب مشاهده گفته اند و
سهیل بن عبد الله مجاهده را علت
مشاهده گفته است قال الله تعالی

که الله آپ اوسکے سب کام بنا دیگا
(یعنی پروردگار مشرق اور مغرب کا نہین
کوئی معبود مگر وہی پس اختیار کر تو اسکو
وکیل) جب اوسکو وکیل کیا تو سب سے فارغ
ہوا اب خلقت سے نمل (یعنی صبر کر جو اہل
دنیا تجھپر طعن کرین اور تیری حقارت کرین
اور اون کو چھوڑ دے اچھی طرح سے) ؛؛
یہ مجاہدہ اور ریاضت کی تعلیم ہے۔ اس لئے
کہ دل صاف ہو جائے خلقت کی عبادت
اور دنیا کی شہوت سے۔ اور محسوسات
کے مشغلہ سے ۔ اور صوفیون کا رستہ یہی
ہے ۔ اور یہ نبوت کی راہ ہے۔ اور
یہہ گمان نہ کرے کہ یہ امور پیغمبرون سے
مخصوص ہین۔ اس لئے کہ ہر آدمی اصل
فطرت مین اسکے لائق ہے (ہر بچہ پیدا
کیا جاتا ہے اسلام کی فطرت پر) جس کا
یہہ اعتقاد ہو کہ اللہ کے ایسے بندے بھی
ہین جو بیداری مین وہ کچھ دیکھتے ہین جو انکے
سوا نہین دیکھتا مگر سوتے ہین تو اوس نے ہدایت
نہین پائی ایمان بالنبوۃ کی حقیقت کی) ؛
اور مجاہدہ کو سب محققین نے ثابت کیا ہے
اور اوسے مشاہدہ کا سبب فرمایا ہے
اور سہیل ابن عبد اللہ نے مجاہدہ کو
مشاہدہ کی علت فرمایا ہے ـــــ فرمایا
اللہ تعالے نے ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛

والذین جاهدوا فینا لنهدینهم
سبلنا وقال الجنید رحمة الله علیه المشاهدات
مواریث المجاهدات ولا یستقیم النهایات
الا بتصحیح البدایات وذالک لا تیسر الا
بترک العادات وهجران المالوفات
بزرگان گفته اند تا صدق مجاهدت
نباشد صفائی نیسر نباشد ——
طریق دوم توجه است و مراقبه
این طریق از طریق نفی و اثبات اعلی
واقرب است بجذبه واز طریق
مراقبه بمرتبه وزارت و تصرف در
ملک و ملکوت می توان رسید و
اشراف بر خواطر و بنظر موهبت نظر
کردن و باطنی را منور ساختن و دوام
بجمعیت خاطر و قبول دلها از دوام
مراقبه است و دوام دولت مراقبه
بے مقدمه قطع علایق و عوایق و
و صبر بر مخالفت نفس و احتراز از
صحبت اغیار میسر نه گردد - و مراقبه
آن ست که آن بیچون و بیچگون
که از اسم مبارک الله مفهوم میگردد
بے واسطه عبارت عربے و فارسی
و عبری وغیره و غیر آن ملاحظه
نماید دل خود را از محل صنوبری
دور ندارد و این معنے را بجمیع

اور جنہون نے مجاہدہ کیا ہماری راہ مین
البتہ ہم اونکو اپنی راہ دکھاتے ہین اور فرمایا
جناب جنید رحمۃ اللہ نے مشاہدے میراث
ہین مجاہدون کی اور نہایت بے صحت نماز کے
نہین ہوتی اور یہ بات میسر نہین ہوتی - بغیر
عادتون کے ترک کرنے سے اور الفت کی چیزون کے
جدا ہونے سے) بزرگون نے فرمایا ہے جبتک
صدق مجاہدہ نہو گا سر کی صفائی نہو گی +
دوسرا طریق توجہ اور مراقبہ ہے اور یہ طریق
نفی و اثبات کے طریق سے اعلے ہے - اور
بہت قریب ہی جذبہ سے اور مراقبہ کے طریق
سے پہنچتا ہے مرتبہ کو وزارت اور تصرف کے
ملک و ملکوت مین اور دلون کے خطرے معلوم
کرنے لگتا ہے اور بخشش کے نظر کرنے کو اور کسی کے
باطن منور کر دینے کو - اور دوام جمعیت خاطر اور
دلون کے مقبول ہونے کو یہ امور اسی دوام
مراقبہ سے حاصل ہوتے ہین اور دوام دولت
مراقبہ بغیر پہلے ہوئے قطع علایق اور عوایق اور
صبر کرنا مخالفت نفس پر اور بچنا اغیار کی صحبت
سے حاصل نہین ہوتا - اور مراقبہ کیا ہے وہ
بیچون و بیچگون کے معنے جو مبارک اسم اللہ
سے مفہوم ہوتے ہین بے واسطے کسی عبارت
عربی و فارسی و عبری وغیرہ کے دھیان
مین رکھنی - اور اپنے دل کو صنوبری
مقام سے دور نہ رکھے - اور اس معنے کو تمام

مدارک و قوی در نگاہداشت تکلف
کنند تا آن زمان کہ بسبب مداومت
احضار تکلف از میان برخیزد و اگر
درین معنی فتورے واقع شود باسم
ذات کہ اللہ است با توجہ بآن معنی
مشغول شود تا کہ ذکر بماند و ہمان حقیقت
ذکر حاصل شود اما در ابتدا بواسطہ
ضعفے کہ بقیہ است دریافت این معنے
یسر نمی شود ولیکن بتدریج این معنے
پرتو اندازد و چنان شود کہ غیر این معنی
در نظر بصیرت چیزے نماید ہرچند
کہ از خود خواہد کہ تعبیر کند نتواند انا
الحق وھو الحق وھو الحق انا الحق گردد

شعر

ای برادر تو ہمین اندیشۂ	مابقی تو استخوان و ریشۂ
گر گل ست اندیشۂ تو گلشنی	ور بود خارے تو ہیمہ گلخنی

ای عزیز حق سبحانہ وتعالے نفس ناطقہ را
استعدادے بخشیدہ است کہ ہر امرے
کہ مستحق فے نفس الامر است روی از در نگ
ہمان پذیرد و ہر چیزیرا کہ نصب العین
خود سازد حکم آن گیرد ؎

گر گل گذرد بخاطرت گلباشے ور بلبل بیقرار بلبل باشے
تو جزوی و حق کلست اگر روزے چند اندیشۂ کل پیشہ کنی کل باشے

وطریقے کہ نگاہداشت این آسان تر باشد
آن است کہ دم را زیر ناف حبس کردہ

تمام مذکورون اور قوتون مین خواہ نخواہ نگاہ رکھے
جب تک اوسکی مداومت سے یہ زبردستی نگاہ
رکھنا دور ہو جائے۔ اور جو اس معنی مین کچھ فتور
ہو جائے تو اسم ذات یعنے اللہ اوسکے معنے کیطرف
مشغول ہو۔ اوسی معنے سے تا کہ ذکر رہ جائے۔ اور وہ
ہی حقیقت ذکر کی حاصل ہو۔ لیکن ابتدا مین اوس
ضعف کے سبب جو باقی ہے اس معنی کا حاصل
کرنا میسر نہین ہوتا۔ مگر آہستہ آہستہ ہو جاتا ہے
اور ایسا ہو جاتا ہے کہ اس معنی کے سوا اوس کی
بصیرت کی نظر مین کچھ نہین رہتا۔ ہرچند چاہیے
بھی تو بھی نہین بیان کر سکتا انا الحق اور ھو
الحق۔ انا الحق ہو جاتا ہے **ترجمہ شعر**۔
ای بھائی تو تو فقط اندیشہ ہے + اور باقی تو
ہڈیان اور گوشت ہے + اگر تیرا اندیشہ پھول
ہے تو تو باغ ہے + اور جو کانٹا ہے تو ایندھن
ہے بھٹی کا + ای عزیز حق سبحانہ تعالی نے نفس
ناطقہ کو ایسی استعداد بخشی ہے کہ جس امر کیطرف کہ
نفس الامر مین متحقق ہے متوجہ ہو اوسی کا رنگ
قبول کرے۔ اور جس چیز کو اپنا نصب العین اور
مدنظر کرے اوس کا حکم حاصل کرے **رباعی**
اگر تیری خاطر مین گل گذری تو گل ہے تو + اور جو
بلبل بیقرار تو بلبل ہے تو + تو جزو ہے اور حق کل
ہے اگر چند روز + کل کا اندیشہ کرے تو کل ہو جائے
تو + اور وہ طریق جس سے اسکی نگاہداشت بہت
آسان ہو جائے یہ ہے کہ سانس کو زیر ناف حبس کر کے

و زبان را بکام و لب را برلب چفسانده
نفس را حبس کند بروجهی که دم در درون
بسیار تنگ نشود و در بیرون آمدن و در
درون آمدن نفس و مابین النفسین آگاهی
باشد تا نفس ازین شغل غافل نگردد
و در نسبت حضور مع الله فتوری واقع نشود
تا برسد بآنجا که بی تکلف این نسبت حاضر
دل او بود و آگاهی صفت لازم دل گردد
چنانکه بینائی در باصره و شنوائی در سامعه
اگر کسی را چنان بخود آگاه گرداند که از غایت
آگاهی وصف شعور بآگاهی او را نماند
نهایت استغراق است و اوائل درین
حال بعضی را حواس ظاهره و باطنه از
ادراک امور محسوسه و معقوله معطل باشند
و نهایت بیخودی روی نماید و بعضی را
با وجود آنکه این معنی بکماله میسر شود
همه حواس در کار خود باشند و این حال
اشرف و اقوی ست از اول اگر کسی را
و توفیق بمقاصد ارباب ولایت حاصل
شده است یقین او خواهد بود که شهود
وحضور و مشاهده که اهل ولایت را میباشد
عبارت از دوام حصول یادداشت است
تعبیر از آن بآگاهی کرده باشد اگر درین
مقام چنان شود که از شعور این نسبت نیز
بی شعور بود و بجز هستی حق نسبت نماند

اور زبان کو تالو سے اور لب کو لب پر
بند کرکے۔ سانس کو روکے ایسی وجہ
سے کہ سانس اندر بہت تنگ نہو جای
اور سانس کے باہر آنے اور اندر جانے
سے اور دونو دمونکے درمیان سے آگاہی
ہو۔ کہ نفس یعنی سانس اس شغل سے غافل
نہو جائے اور نسبت حضور مع اللہ مین فتور
کچھہ نہ آجائے توپہنچے وہان تک کہ بے تکلف
یہ نسبت اوسکے دل مین حاضر ہو اور آگاہی
دل کی صفت لازم ہو جائے جیسے آنکھو مین
بینائی اور کانون مین شنوائی۔ اگر کسی کو ایسا
اپنے سے آگاہ کرین کہ نہایت آگاہی کے
سبب اوسکو اپنی آگاہی کا بھی شعور نرہی۔
نہایت استغراق ہی اور اول اول اس حال مین
بعضے کے حواس ظاہر اور حواس باطن امور
محسوسہ اور معقولہ کے دریافت اور معلوم ہونیسے
معطل ہو جاتے ہین اور نہایت بیخودی ہو جاتی
ہی اور بعضی کو باوجودیکہ یہ معنی خوب حاصل
کمال کے ساتھہ ہو جاتے ہین سب اپنے اپنے
کام مین ہوتے ہین تو یہ حال بہت اشرف اور بہت
قوی ہی پہلے حال سی۔ اگر کسی کو اہل ولایت کے مقصد کا
حال معلوم ہوگا تو وہ یقین کریگا کہ شہود وحضور
و مشاہدہ جو اہل ولایت کو ہوتا ہی۔ وہ دوام
حصول یاد داشت ہی ہے اوسکو آگاہی کی عبارت
مین ادا کیا ہے اگر اس مقام مین ایسا ہو جائے کہ

و اشغال ظاهره مانع نیاید از وجود
این نسبت و حضورش مانع نیاید از اعمال
ظاهره وصف شاهدی و شهودی از
نظر دل برخیزد و چنان در بحر نیستی گم گردد
که از و نه فعل ماند و نه صفت نه اسم و
نه ذات این را بزرگان تعبیر بفناء فنا کرده
اند اگر حق سبحانه تعالی اورا ازین مقام ترقی
بخشد و به بقا بعد الفنا رساند از خود
بمحض عنایت نورے بخشد که بآن نور
تواند دید که مشاهده جز او جل ذکره نیست
و اشیا همه مظاهر و مجالی آنحضرت
است جل ذکره و این معنی ملکه وے
گردد او را از جمله بالغان شمرده اند
و برائے تکمیل ناقصان مقرر شود و
اجازة کرده اند بصحبت و تربیت مستعدان
این طریق و در همین مقام اگر دل را تمکین
حاصل شده است حالش همه شادی
و فرح بود که کونین در جنبت او بمقدار
خردل نیرزد و اگر نظر دل بران بود
که هنوز چیزی مانده است که بآن رسیده
است حالش همه شوق و قلق و اضطراب
و اشتیاق از هیچ کاملے از انبیاء
و غیر ایشان زائل نشده است همیشه حق
سبحانه و تعالی دوستان خود را درین
فرح و اندوه و اشتیاق مے دارد

اور اشغال ظاہری اوسکو اس نسبت سے مانع نہون
اور اوس کو حضور مانع نہون ظاہری اعمال سے
وصف شاہدی اور شہودی اوس کے
دل کی نظر سے اوٹھ جای۔ اور ایسا دریای نیستی مین گم
ہوجائے کہ اوس سے نہ فعل رہے اور نہ صفت اور نہ اسم
اور نہ ذات۔ اسکو بزرگون نے فنا فنا کیا ہے
اگر اوسکو حق سبحانہ تعالی مقام ترقی بخشدے اور
اور فنا کے بعد جو بقا ہے اسکو پہنچای تو اپنے پاس سے
محض عنایت سے ایسا نور بخشتا ہے کہ اوس نور سے
وہ دیکھ سکتا ہے کہ مشاہدہ سوای اللہ کے نہین ہے
اور کل اشیا اوسکے مظہر اور تجلے گاہ ہین۔ اور
یہ امر اوس کا ملکہ ہو جائے ــ ایسے شخص کو
بالغون مین سے گنا ہے ــــ اور ناقصون
کے کامل کرنے کو مقرر ہوتا ہے ــــ اور
اجازت دی ہے۔ صحبت اور تربیت کے اونکے
جو اس طریق کے مستعد ہون۔ اور اسی مقام مین اگر
تمکین دل کو حاصل ہوئی ہے تو اوس کا یہ حال ہے
کہ تمام و بالکل خوشی اور فرح ہے ایسی جسکے مقابل
مین دو نو جہان رائی کے دانہ کی برابر بھی نہین اور جو
دل کی نظر اوسپر ہے کہ ابھی کچھ رہ گیا ہے کہ اوسی نہین پہنچا
ہے تو اوسکا حال تمام شوق و قلق اور اضطراب
مین ہوتا ہے۔ ہرگز یہ اضطراب و اشتیاق
کسی کامل سے انبیا اور غیر انبیا سے زائل نہین ہوا
ہمیشہ حق سبحانہ و تعالی اپنے دوستون کو اس
خوشی اور غم اور اشتیاق مین رکھتا ہے؛؛

الی میعاد یوم اللقاء زیراچه هر لحظه که تجلی
مشرف کنند بواسطه این تجلے استعداد دیگر
حاصل شود الی غیر النهایة پس هر چند که
زلال تجلیات اش تشنگی بیش نه افاضه
انجیات حقیقی منقطع و نه عطش محبان جمال
درنقصان و زوال شعر۔

شربت الحب کاسا بعد کاس۔
فما نفد الشراب ولا رویت۔

طریق سیوم۔ رابطه آنست به پیر که بمقام
مشاهده رسیده باشد و به تجلیات
ذاتیه متحقق گشته باشد دیدار وے
بمقتضای هم الذین اذا رأوا ذکر الله
فائده ذکر دهد و صحبت وے موجب هم
جلساء الله نتیجه صحبت مذکور دهد چون
صحبت چنین عزیزے دست دهد و اثر
آن را درخود بیابد چندانکه تواند آن را
نگاهدارد و اگر حاضر نه نظر میان دو ابروے
وے گمارد و چنان رابطه نماید که بجز وجود
آن عزیز هیچ نماند واز وجود خود منسلخ
گردد بوجود وے متصف گردد و اگر
دران فتورے واقع شود باز بصحبت وے
رجوع نماید تا از برکت او آن معنی پرتو
اندازد و همچنین مرة بعد اخری تا آن زمان
که کیفیت معهوده ملکه وے گردد و در غیبت آن
عزیز صورت وے را درخیال گرفته بجمیع قواے

قیامت تک اس واسطے کہ جب کسی تجلی سے مشرف
ہوتا ہے تو اس تجلے کے سبب دوسری تجلی کی
استعداد حاصل ہوتی ہے اسی طرح آگے ہوتی
چلی جاتی ہے بے نہایت۔ تو جسقدر تجلیات زیادہ
ہوتی جاتی ہین اشتیاق زیادہ ہوتا جاتا ہے
نہ اودہر سے انجیات فیض کا منقطع ہونا اور نہ
ادہر سے محبان جمال کی پیاس کم ہو ترجمہ شعر۔
مینے محبت کی شراب کے پیالے پے در پے پیئے
نہ شراب ہی چکی اور نہ مین نے بس کی +

تیسرا طریق رابطہ ہے۔ رابطہ اوسی کہتے ہین کہ جو ایسا
پیر ہو کہ مشاہدہ کے نام کو پہنچا ہوا ہو اور تجلیات
ذاتیہ سے متحقق ہو اوس کا دیدار بموجب (وہ وہ
لوگ ہین کہ جب ونکو لوگ دیکھین اللہ کا ذکر کرین)
کے ذکر کا فائدہ دیتا ہے اور اوسکی صحبت بموجب
(وہ اللہ کے ہمنشین ہین) کے نتیجہ اللہ کی صحبت
کا دیتی ہے جب ایسی عزیز کی صحبت حاصل ہو
اور اوس کا اثر اپنے مین پائے۔ جسقدر ہوسکے اوسکو
نگاہ رکھے۔ اگر موجود ہو تو اوسکی دونو ابرو کے
درمیان نظر کرے۔ اور ایسا رابطہ کرے کہ سوا اُس
عزیز کے اور کسی کی ہستی نہ رہے۔ اپنی ہستی سے
نکل کر اوسکی ہستی سے متصف ہو جاے اور جو اُس
مین کچھ فتور واقع ہو جائے تو پھر اوسکی صحبت مین
رجوع کرے تا اوسکی برکت سے وہ امر حاصل ہو جائے
اور اسی طرح ایک بار دو بار تین بار کرے جبتک وہ
کیفیت معلومہ ملکہ نہو جائے جبتک ایسا کرے اور جو وہ

اعاظم مشائخ سے ہے اوس عزیز کی صورت خیال [illegible] ۱۲

ظاهری و باطنی متوجه قلب صنوبری گردد
هر خاطری که مشغول است دهد نفی کند تا کیفیت بیخودی
روی نماید و هیچ طریق ازین اقرب نیست
بسیار باشد که چون مرید را قابلیت آن
باشد که پیر در وی تصرف کند در اول مرتبه
ویرا بمرتبه مشاهده رساند بزرگان
گفته اند اصحبوا مع الله فان لم...
تطیقوا مع من یصحب مع الله یعنی
همتی دار که تا آگاهی که پرتوی ست از
تجلی ذاتی مشرف شده از تعلق کونین
خلاص گردی و اگر طاقت این چنین
کاری نداری آگاه بکسانی باش
که به پرتو این تجلی مشرف شده
اند و از خود رهائی یافته و همت شریف
شان از دلش تعلق بغیر نجات یافته
در کریمه کونوا مع الصادقین اشاره
همین ست و کسی را که صفائی فطرت باقی
باشد باشارهٔ صاحب دولتی که بشهود
ذاتی رسیده باشد در اندک وقت
این دولت حاصل آید بی آنکه ریاضت
و محنت بسیار کشد + شعر

آنکه به تبریز دید یک نظرش شمس دین
طعنه زند بر ده سخره کند بر چله

فصل ۳

ظاہری و باطنی سے قلب صنوبری کی طرف
متوجہ ہو۔ جو خطرہ پریشان کرے تو کیفیت
بیخودی کی حاصل ہو اور اس طریق سی کوئی اور طریقہ
بہت نزدیک نہین ہی۔ ایسا اکثر ہوتا ہے کہ مرید
مین اگر ایسی قابلیت ہو کہ پیر اوسمین تصرف کرے
تو پہلے ہی دفعہ مین مشاہدہ کو پہنچا دیتا ہی۔ بزرگون
نے فرمایا ہے (یعنی ایسی ہمت رکھ کہ آگاہی سے
جو ایک پرتوہ ہے تجلی ذاتی کا مشرف ہو کر کونین کے
تعلق سے خلاصی پائی اور جو ایسی کام کی طاقت
نہین ہے آگاہ اون لوگون سے ہو جو اس تجلی سے
مشرف ہوئی ہین۔ اور اپنی خودی سے رہائی
پائے ہوئے ہین اور اونکی ہمت شریف غیر کے
تعلق سے نجات پائی ہوئی ہے آیہ کریمہ (رہو
تم ساتھ صادقون کے) مین اسی کی طرف اشارہ
ہے جسکے صفائی فطرت باقی ہوتی ہے وہ
کسی ایسے صاحب دولت کے اشارہ سے جو شہود
ذاتی کو پہونچا ہوا ہو۔ تھوڑے عرصہ مین اوس دولت
کو پہونچ جاتا ہے بے ریاضت اور بدون
بہت محنت کرنے کے۔ ترجمہ شعر:

جس کو تبریز مین شمس دین نے ایک
نظر دیکھ لیا وہ طعنہ کرتا ہے
دہی پر اور ہنستا ہے
چلہ پر

فصل ۳

در بیان کلمات قدسیه خواجه عبدالخالق غجدوانی که سر حلقهٔ سلسلهٔ خواجگانند لاجرم الفاظ مصطلح ایشان که دانستن طریقه این عزیز است موقوف بر آنست مع فوائد آنخر که سالکان این طریقه را از و چاره نیست درین فصل ایراد کردم و حضرت خواجه را وصیت نامه ایست در آداب طریقت که برای فرزند معنوی خود خواجه اولیاء کبیر قدس سره نوشته اند مشتمل بر فوائد جزیله و عوائد جلیله که ناگزیر بر همه سالکان و مریدان ست واز جمله وصایا ست این چند فقره جامعه که ایراد می یابد وصیت میکنم ترا ای فرزند من بعلم و ادب و تقوی در جمیع احوال بر تو باد که تتبع آثار سلف کنی و ملازم سنت جماعت باشی و فقه و حدیث آموزی و از صوفیان جاہل بپرهیزی همیشه بجماعت گذاری بشرط آنکه امام و موذن نباشی هرگز طلب شهرت مکن که شهرت آفت است و بمنصبی مقید مشو و ائم گمنام باش و در قبالها نام خود منویس و بمحکمه قضا حاضر مشو و ضمان کسے مباش و بوصایای مردم درمیا و با ملوک و ابنای ملوک صحبت مدار و خانقاه بنا مکن و در خانقاه منشین و سماع بسیار مکن که سماع نفاق بدید آرد و دل را بمیراند

بیان مین کلمات قدسیہ کے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح جو سر حلقہ ہین خواجگان کے سلسلہ کے۔ انکی اصطلاح کے الفاظ جنسے انکا طریقہ معلوم ہوتا ہے مع اور فائدونکے جو اس طریقہ کے سالکون کو بہت ضرور ہے اس فصل مین ہم بیان کرتے ہین اور حضرت خواجہ کا ایک وصیت نامہ ہے آداب طریقت مین جو آنہون نے اپنے فرزند معنوی خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہٗ کے واسطے لکہا ہے جسمین بہت بڑی بڑی فائدی ہین۔ جو سب سالکون اور مریدون کو بہت ضرور ہین اور اون سب نصیحتون مین سے یہ چند ایسے فقرے ہین کہ جامع ہین وہ لکہے جاتے ہین۔ شروع مین تجہے وصیت کرتا ہون ای میری فرزند علم و ادب اور تقوی کے۔ ہر حال مین تو اپنے پر لازم کرلے کہ پیروی آثار سلف کی کرے اور تو ملازم سنت جماعت کا ہووے۔ اور تو فقہ اور حدیث سیکھے اور جاہل صوفیوں سے کنارہ کرے ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھے۔ اس شرط سے کہ موذن اور امام تو نہوئی۔ ہرگز شہرت طلب نکرے کہ شہرت آفت ہے۔ اور کسی منصب کا مقید نہو ہمیشہ گمنام رہو۔ اور قبالون مین اپنا نام نہ لکھ۔ اور محکمہ قضا مین کبھی نہ جا۔ اور کسی کا ضامن نہو۔ اور لوگون کی وصیتون مین نہ پڑ۔ اور بادشاہ اور شہزادون سے صحبت نرکھ اور خانقاہ نہ بنا۔ اور خانقاہ مین نہ بیٹھ۔ اور بہت

سماع بہت نکر کہ سماع نفاق پیدا کرتا اور دلکو مارڈالتا ہے

وبر سماع انکار مکن که سماع را اصحاب سماع
بسیار اند کم گوی و کم خور و کم خسپ و از خلق
بگریز همچنانکه از شیر بگریزند و ملازم خلوت خود
باش و با مردمان و زنان و بدعتان و
توانگران و عامیان صحبت مدار حلال بخور
و از شبه پرهیز و تا توانی زن مخواه که
طالب دنیا شوی۔ و در طلب دنیا دین
بباد دهی۔ بسیار مخند۔ در همه بچشم شفقت
نگری۔ و هیچ فردے را حقیر نشمری۔ ظاهر
خود را میاراے۔ که آرایش ظاهر از خرابی
باطن ست۔ و با خلق مجادله مکن و از کسے
چیزے مخواه۔ و کسے را خدمت مفرماے و
مشایخ را بمال و تن و جان خدمت کن و
افعال ایشان را انکار منماے که منکر ایشان
هرگز رستگاری نیابد بدنیا و اهل دنیا مغرور
مشو۔ باید که دل تو همیشه اندوه گین باشد
و بدن تو بیمار۔ و چشم تو گریان۔ و عمل تو
خالص و دعاے تو بتضرع۔ و جامهٔ تو کهنه
و رفیق تو درویش۔ و مایهٔ تو فقر۔ و خانهٔ
تو مسجد۔ و مونس تو حق سبحانه و تعالیٰ +
و هم از کلمات قدسیه حضرت خواجه
این هشت کلمات است که بناے طریقه خواجگان
قدس الله اسرارهم بر آنست۔ هوش در دم
نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن
یادکرد۔ بازگشت۔ نگاه داشت۔ یادداشت

اور سماع کا انکار نہ کر۔ کہ سماع ٥٥٥٥٥٥٥٥٥
کے اصحاب سماع بہت ہین۔ کم بول۔ اور کم سو
اور خلقت سے بھاگ جیسے شیر سے بھاگتے ہین
اور اپنی خلوت کا ملازم رہو۔ اور مردون اور
عورتون اور بدعتیون اور تونگرون سے صحبت
نرکھ۔ حلال کہا۔ اور شبہ سے پرہیز کر۔ اور
جبتک ہو سکے نکاح نہ کر کہ دنیا کا طالب ہوگا۔
اور دنیا کی طلب مین دین برباد کریگا۔ بہت نہ ہنس
لوگون کو شفقت کی نظر سے دیکھ۔ اور کسی کو بھی
حقیر نہ جان۔ اپنے ظاہر کو آراستہ نہ کر کہ ظاہر کی
آرایش باطن کی خرابی کے سبب سے ہی خلقت سے
جھگڑ نہین۔ اور کسی سے کچھ نہ چاہ۔ اور کسی کو
کچھ خدمت نفرما۔ اور مشایخ کے مال و جسم و جان
سے خدمت کر۔ اور اونکے افعال کا انکار نہ کر کہ انکا
منکر ہرگز رہائی نہ پائیگا عذاب سے۔ دنیا اور
دنیا دارون پر مغرور نہو چاہیے کہ تیرا دل ہمیشہ
اندوہگین رہے۔ اور تیرا بدن بیمار۔ اور آنکھین روتی
ہوئین اور تیری عمل خالص اور دعا عاجزی کا و
گڑگڑانے کے ساتھ۔ اور کپڑے پرانے۔ اور
تیری رفیق درویش۔ اور تیری پونجی فقر۔ اور
تیرا گھر مسجد۔ اور تیرا مونس حق سبحانہ و تعالیٰ +
اور حضرت خواجہ کے کلمات قدسیہ مین سے یہ آٹھ
کلمہ ہین کہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے طریقہ
بنا انہین پر ہے۔ وہ ہین ہوش در دم۔ نظر بر قدم
سفر در وطن۔ خلوت در انجمن یادکرد۔ بازگشت

وغیر این همه پنداشت و پوشیده نماند
که سه کلمه دیگر است از جمله مصطلحات اند
طائفه علیه وآن وقوف زمانی. و وقوف
عددی. و وقوف قلبی که جمله یازده است
مولانا سعد الدین کاشغری قدس سره
فرموده اند که هوش در دم یعنے انتقال
از نفسے به نفسے مے باید که از سر غفلت
نباشد از سر حضور باشد و هر نفسیکه
می زند از حق سبحانه وتعالی خالی و
غافل نباشد وحضرت خواجه عبید الله
احرار قدس سره می فرموده اند که درین
طریقه رعایت وحفظ نفس مهم داشته
اند یعنے می باید که جمیع انفاس بر نعت
حضور وآگاهی مصروف شود و اگر
کسے محافظت نفس نمی کند می گویند که فلان
کس گم کرده است یعنے طریق و روش
گم کرده است وحضرت خواجه بهاؤ الدین
قدس سره فرموده اند که بنا کار درین راه
بر نفس باید کرد و نفس را نگذارد که ضائع
گردد در خروج و دخول و دخول حفظ
مابین النفسین سعی نماید که بغفلت فرو نرود
و بیرون نیاید

۵

ای مانده ز بحر علم بر ساحل علم	در بحر فراغت آ و بر ساحل نشین
بردار صفا نظر ز موج کونین	آگاه به بحر باش بین النفسین

حضرت خواجه مولانا نور الدین

اوران کے سوا سب نصیحت ہے کہ وہ اور تین
کلمے ہین اصطلاحون مین سے۔ اس طریقہ علیہ کے
ایک وقوف زمانی اور ایک وقوف عددی اور
وقوف قلبی تو سب گیارہ کلمے ہین مولانا
سعد الدین کاشغری قدس سرہ نے فرمایا ہے
کہ ہوش در دم یعنی انتقال ایک نفس سے دوسرے
نفس کی طرف چاہیے کہ غفلت سے نہو حضور کے
ساتھ ہو۔ جو سانس لے اللہ سے خالی اور غافل
نہو اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ نے
فرمایا ہے کہ اس طریقہ مین نفس کی رعایت و نگہبانی
بہت ضرور ہے یعنے چاہیے کہ ہر سانس ساتھ
حضوری اور آگاہی کے مصروف ہو۔ اور جو کوئی
رعایت سانس کی نہین کرتا تو کہتے ہین فلان
شخص طریقہ بھول گیا۔ اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین
قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ اس راہ مین کام کی بنا
سانس پر کرنی چاہیئے کہ سانس ضائع نہو
باہر آنے اور اندر جانے مین اور ان دونو سانسون
مین نگاہبانی چاہیئے اور کوشش چاہیے کہ
غفلت سے نہ آئین جائین۔ ترجمہ رباعی
اے دریای علم چھوڑ کر کنارہ پر رہے ہوئی
دریا مین فراغت ہے کنارہ پر برائی دونو
جہان کی موج سے صاف نظر اوٹھالے
دریا سے آگاہ ہو درمیان دو سانسون کے
حضرت خواجہ مولانا نور الدین

عبدالرحمان الجامی قدس سره السامی در اواخر
شرح رباعیات آورده اند که شیخ ابوالجناب
نجم الدین کبری قدس الله روحه در رساله
فواتح الجمل می فرمایند که ذکرے که جاری
است بر نفوس حیوانات انفاس ضروریه
ایشان ست زیرا که در برآمدن و فرو رفتن
نفس حرفها کا اشارت بغیب هویت حق
سبحانه و تعالی ست گفته می شود اگر خواهند
و اگر نخواهند همین حرفهاست که در اسم مبارک
الله است و الف و لام از برای تعریف ست
و تشدید لام از براے مبالغه دران تعریف
پس می باید که طالب هوشمند در نسبت آگاهی
حق سبحانه و تعالی برین وجه باشد که
در وقت تلفظ باین حرف شریف هویت
ذات حق سبحانه و تعالی ملحوظ وے باشد و
در خروج و دخول نفس واقف بود که در
نسبت حضور مع الله فتورے واقع نشود
تا برسد بآنجا که بے تکلف نگاه داشت او
این نسبت همیشه حاضر دل او بوده و تکلف
نتواند که این نسبت را از دل دور کند۔

رباعی

با غیب هویت آمد ای حرف شناس ؛
انفاس ترا بود بران حرف اساس –
باش آگه ازان حرف درامید و هراس –
حرفے گفتم شگرف اگر دارے پاس۔

عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی رباعیات کی شرح
کے آخر مین فرماتے ہین کہ شیخ ابوالجناب نجم الدین
کبری قدس سرہ نے رسالہ فواتح الجمل مین
فرمایا ہے کہ جو ذکر کہ جاری کیا ہے حیوانات
کے نفسون پر یہہ اون کے انفاس ضروریہ
ہین ۔ اسواسطے کہ سانس کے آنے جانے مین جو
حرف طہارت سے ساتھہ غیب ہویت حق
سبحانہ تعالے کے کہے جاتے ہین ۔ اگر چاہین
یا نچاہین وہ ہی حرف ہین جو اللہ کے اسم مبارک
مین ہین ۔ اور الف و لام تعریف کا ہے اور
لام کی تشدید اوس تعریف کے مبالغے کے واسطے
ہے ۔ تو چاہیے کہ طالب ہوشمند حق سبحانہ تعالی
کی آگاہی کی نسبت مین ایسی وجہ پر ہو کہ جب
حرف تلفظ مین آئین حق سبحانہ تعالی کی ہویت
ذات اوس کی ملحوظ ہو اور سانس کے اندر جانے
اور باہر آنے مین واقف ہو کہ نسبت حضور مع
اللہ مین کچھہ فتور نہ پڑے ۔ یہان تک کہ وہان
پہنچے کہ بے تکلف اس نسبت کی نگاہداشت
ہمیشہ اوس کے دل مین حاضر رہے ایسے کہ
تکلف سے بھی اس نسبت کو دل سے دور نہ کر سکے ؛

ترجمہ رباعی

غیب کے ساتھ ہویت ہے ای حرف پہچاننے والے
تیرے سانسون کی اوسی پہ بنیاد ہے ؛
اوس حرف سے آگاہ رہو ہر حال مین
مینے یہ ایک نادر بات بتائی ہے اگر تو نگاہ رکھے

پوشیده نماند غیبت هویت که حضرت عبد الرحمن جامی عارف ربانی نے درین رباعی گفته اند باصطلاح اہل تحقیق عبارت است از ذات حق سبحانه و تعالی باعتبار لاتعین یعنے بشرط اطلاق حقیقی که مفید نیست باطلاق نیز ممکن نیست که درین مرتبه ہیچ علمے و ادراکے ہرگز بوے متعلق گردد وازین حیثیت مجہول مطلق است +

نظر بر قدم آنست که سالک را در رفتن و آمدن در شہر و صحرا و ہمه جا نظر بر پشت پای او باشد تا نظر او پراگنده نشود و بجائی که نمی باید نیفتد و می شاید که نظر بر قدم اشارت بسرعت سیر سالک بود در قطع مسافات ہستی وطے عقبات خود برستی یعنی ہر جای که نظرش منتہی شود فی الحال قدم بران نہند و آنکه ابو محمد رویم قدس سرہ گفته است که ادب المسافر ان لایجاوز ہمته قدمه اشارت باین معنے ست و حضرت عارف سبحانی عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی در کتاب تحفة الاحرار در منقبت حضرت خواجه بہاء الدین قدس سرہ این مضمون را چنین بنظم آورده اند

ابیات

کم زده بے ہمدمی ہوش دم	در نگذشته نظرش از قدم
بسکه زخود کرده بسرعت سفر	باز نمانده قدمش از نظر

پوشیدہ نرہے کہ غیبت ہویت جو حضرت عبد الرحمن جامی عارف ربانی نے یہ رباعی فرمائی ہے اہل تحقیق کی اصطلاح مین عبارت ہے ذات حق سبحانہ تعالی سے - باعتبار لاتعین کے یعنی بشرط اطلاق حقیقی کے کہ مفید نہین اطلاق سے بھی - ممکن نہین ہے کہ اس مرتبہ مین کوئی علم اور کوئی ادراک ہرگز اوس سے متعلق ہو اور اس حیثیت سے مجہول مطلق ہے -

نظر بر قدم یہ ہے کہ سالک کی نظر آنے جانے مین شہر اور جنگل مین سب جگہہ پشت پا پر رہی اس لئے کہ اوسکی نظر پریشان نہو جہان نچاہیئے وہان نہ جا پڑے - اور یون بھی ممکن ہے کہ نظر بر قدم اشارہ ہو - سرعت سیر سالک سے ہستی کی مسافت کے قطع کرنے مین - اور خود پرستی کی گھاٹیان طی کرنے مین یعنی جس جای اوسکی نظر منتہی ہو فوراً اوسپر قدم رکھے - اور وہ جو ابو محمد رویم قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ مسافر کا ادب یہ ہی کہ اوسکی ہمت اوسکے قدم سی تجاوز نہ کرے) اشارت اسیطرف ہی - اور حضرت عارف سبحانی عبد الرحمن جامی قدس سرہ نے ایسا ہی کتاب تحفة الاحرار مین منقبت مین حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ کے یہ مضمون اس طرح نظم مین لائے ہین -

کم زده بے ہمدمی ہوش دم	در نگذشته نظرش از قدم
بسکه زخود کرده بسرعت سفر	باز نمانده قدمش از نظر

سفر در وطن آنست کہ سالک در طبیعت
بشری سفر کند یعنے از صفات بشری بصفات
ملکی واز صفات ملکی بصفات رحمانی بحکم
تخلقوا باخلاق اللہ انتقال فرماید و
حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس
سرہ فرمودہ اند کہ شخصے خبیث بہر جای
کہ انتقال کند خباثت از وے زائل نشود
تا انتقال نکند از صفات خبیثہ بدانکہ احوال
مشائخ طریقت قدس سرہ درا ختیار سفر
واقامت مختلف است بعضے ازایشان
در بدایت سفر کنند و در نہایت مقیم شوند
و بعضے در بدایت مقیم شوند و در نہایت
سفر کنند و بعضے در بدایت و نہایت
مقیم شوند و سفر نکنند و بعضے در بدایت
و نہایت سفر کنند و مقیم نشوند و ہر طائفہ
راازین چار فرقہ در سفر و اقامت نیتے
صادق و غرضے صحیح است چنانچہ در ترجمہ
عوارف مشروح است اما طریقہ خواجگان
قدس اللہ تعالی ارواحہم در سفر واقامت
آنست کہ در بدایت حال چندان سفر
کنند کہ خود را بملازمت عزیزے رسانند
پس در خدمت وے مقیم شوند واگر ہم
در دیار خود کسی راازین طائفہ یابند ترک
سفر کردہ بملازمت وے شتابند وسعی جمیل
در تحصیل ملکہ آگاہی بتقدیم رسانند بعد از

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک طبیعت بشری سے
سفر کرے - یعنی صفات بشری سے صفات ملکی کے
طرف - اور صفات ملکی سے صفات رحمانی کیطرف
بموجب تخلقوا باخلاق اللہ (اللہ کی عادتین
اختیار کرو) کے اور حضرت مولانا سعد الدین کاشغری
قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ شخص خبیث جسجای انتقال
کرے یعنی جہان جای اوسکی خباثت موقوف نہین ہوتی
جب تک اون صفات خبیثہ کو ترک نہ کرے - جاننا
چاہیے کہ مشائخ طریقت کا حال سفر واقامت کے
اختیار کرنے مین مختلف ہے بعضے اینن سے ابتدا مین
سفر کرتے ہین اور انتہا مین اقامت اختیار کرتے
ہین - اور بعضے ابتدا مین مقیم ہوتے ہین - اور
اخیر مین سفر کرتے ہین - اور بعضے اول اور آخر
مقیم ہی رہتے ہین - سفر نہین کرتے اور بعضے ہمیشہ
سفر ہی کرتے ہین - اقامت نہین کرتے - اور
چارہ فرقون مین ہر فرقہ کے سفر اور اقامت مین
نیت صادق اور غرض صحیح ہوتی ہے جیسا کہ
عوارف کے ترجمہ مین مشروح ہے - لیکن طریقہ
خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا سفر اور اقامت
مین یہ ہے کہ ابتدای حال مین اتنا سفر کرتے ہین
کہ کسی عزیز کی ملازمت مین پہنچ جائین اور پھر
اوسکی خدمت مین اقامت کرین اور جو اپنے ہی ملک
مین یا شہر مین کسی ایسے کو پالیتے ہین تو سفر ترک کرکے
اوسکی ملازمت مین رہتے ہین اور خوب کوشش
کرتے ہین - ملکہ آگاہی کے حاصل کرنے مین - بعد

حصول صفت ملکه سفر و اقامت علی السویه
است حضرت خواجه عبید الله احرار قدس
سره فرموده اند که مبتدی را در سفر جز
پریشانی هیچ حاصل نیست چون طالبے
بصحبت عزیزے رسد وی را می باید که اقامت
کرده قیام خدمت وے نموده وصف
تمکین حاصل کند و ملکه نسبت خواجگان
قدس الله تعالی ارواحهم بدست می باید آورد
بعد ازان بهر جا که بود هیچ مانع نیست

رباعی

یارب چه خوش است بے دہان خندیدن
بیواسطۂ چشم جهان را دیدن ؛
بنشین و سفر کن که بغایت خوبست
بے منت پا گرد جهان گردیدن

حضرت عارف سبحانی عبد الرحمن جامی
قدس سره در اشعة اللمعات در شرح
این بیت که ؎

آئینه صورت از سفر دورست
کان پذیرای صورت از نورست

چنان فرموده اند که بجانب صورت سفر کند
وجنبش نماید زیرا که پذیرائی صورت از جهة
صفاء و نورانیت وجه خود شده است هر چه
در مقابله وی مے افتد وروی بنماید و صورت
آن در وے منطبع میگردد بے حرکت وی
بسوے صورت همچنین چون آئینه معنوی

حاصل ہونے صفت کے ملکہ کے سفر اور اقامت
دونو برابر ہین - حضرت خواجہ عبید اللہ احرار
قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے کہ مبتدی کو سفر مین
سوای پریشانی کے اور کچھ حاصل نہین - جب
کوئی طالب کسی عزیز کے صحبت مین پہنچے اوسی
چاہیے کہ اقامت کرکے اوسکی خدمت مین رہے
اور وصف تمکین حاصل کرے - اور ملکہ نسبت
کا خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا تحصیل کرے
اسکے بعد جہان ہو کچھ مانع نہین -

ترجمہ رباعی

یارب کیا اچھا ہے بے مُنہ کے ہنسنا +
اور بے واسطے آنکھ کے دیکھنا
بیٹھ جا اور سفر کر کہ یہ بہت اچھا ہے
بے پاؤن کے جہان مین سیر کرنا

حضرت عارف سبحانی عبد الرحمن جامی قدس
سرہ نے اشعۃ اللمعات مین اس بیت کی شرح
مین کہ ؎

آئینہ صورت از سفر دو راست
کان پذیرای صورت از نور است

یون فرمایا ہے کہ صورت کیطرف سفر نہین کرتا ہے
اسواسطے کہ صورت کا قبول کرنا بسبب صفا او نورانیت
اپنی وجہ کے ہوا ہے جو کچھ اوسکے مقابلہ مین آئے
اور صورت دکھائے اوسکی صورت اوسمین منطبع
ہوجاتی ہے اور وہ آئینہ کچھ حرکت صورت
کے طرف نہین کرتا اسی طرح دل کا آئینہ معنوی

دل از حشویات صور کونیہ خلاص یافت
بنور و صفا وبیرا گرفت و ظلمات و خواہشہاے
طبعی زائل شد در قبول تجلیات ذات
وصفات آلہیہ حاجت سیر وسلوک ندارد
زیراکہ سیر وسلوک وے عبارت از تصفیہ
وتصقلہ وجہ قلب ست چون آن صفا وصقالت
رسید از سفر سیر وسلوک مستغنی شد خلوت
درانجمن از حضرت خواجہ بہاء الدین قدس
اللہ سرہٗ پرسیدند کہ بناء طریقہ شما بر
چیست فرمودہ خلوت درانجمن بظاہر با
خلق و بباطن با حق سبحانہ و تعالیٰ کہ مضمون
حدیث الصوفی ھو الکائن والباطن

شعر

از درون شو آشنا واز برون بیگانہ وش
اینچنین زیبا روش کم مے بود اندر جہان

آنچہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرمودہ است کہ
رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن
ذکر اللہ تعالیٰ اشارت باین مقام
است فرمودہ اند کہ نسبت باطنی درین
طریقہ چنان افتادہ است کہ جمعیت دل
در بلا و در صورت تفرقہ بیشتر ازان بود
کہ در خلوت و فرمودہ اند کہ طریقہ ما صحبت
است کہ در خلوت شہرت و در شہرت
خیریت و جمعیت در صحبت بشرطے کہ نفی
بود در یکدیگر خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہ

صور کونیہ کے حشویات سے خلاص ہوتا ہی
اور نور و صفا اوسکو حاصل ہوجاتا ہی۔ اور طبعی
خواہشون کے ظلمات زائل ہوجاتے ہین۔ تو
وہ تجلیات ذاتیہ اور صفاتیہ الٰہیہ کا قبول
کرنیوالا ہوجاتا ہے۔ کچھ حاجت سیر وسلوک
کی نہین رکھتا۔ اسواسطے کہ اوسکا سیر وسلوک
تصفیہ وتصقلہ قلب کی وجہ کا ہے۔ جب وہ
صفا اور صقالت کو پہنچ گیا۔ سفر سیر وسلوک سے
مستغنی اور بے پروا ہوگیا۔ خلوت درانجمن حضرت
خواجہ بہاؤالدین قدس اللہ سرہٗ سے پوچھا کہ
آپ کے طریقہ کی بنا کس چیز پر ہی فرمایا خلوت
درانجمن پر بظاہر با خلق۔ اور بباطن با حق سبحانہ
کہ حدیث شریف کا مضمون ہی الصوفی ھو
الکائن والباطن + ترجمہ شعر۔

باطن مین آشنا ہوا ور ظاہر مین بیگانہ رہ +
ایسا زیبا روش جہان مین کم ہوتا ہے +

وہ جو حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (وہ
ایسے لوگ ہین کہ اونکو سوداگری اور خرید و فروخت
اللہ کے ذکر سے غافل نہین کرتے۔) وہ
اسی مقام کا اشارہ ہے۔ فرمایا ہے کہ باطنی
نسبت اس طریقہ کی ایسی ہی ہے۔ کہ ظاہر مین
جمعیت دل کی۔ اور تفرقہ کی صورت مین اُس
سے زیادہ جو خلوت مین ہو۔ اور فرمایا ہے
ہمارا طریقہ صحبت ہے کہ خلوت مین شہرت ہی
ہے۔ اور شہرت مین آفت ہی۔ خیریت جمعیت

فرموده اند که خلوت در انجمن آنست که اشتغال و استغراق در ذکر بمرتبه برسد که اگر بباززار در آید هیچ سخن و آواز بازاریان نشنود از استیلاء ذکر بر حقیقت دل حضرت خواجه عبید الله احرار قدس سره فرموده اند که سبب اشتغال بذکر از روی جد و اهتمام در مدت پنج شش روز باین مرتبه می رسد که همه آوازها و حکایات مردم ذکر نماید و سخن که گوید ذکر شنود در جمع قاضی محمد قدس سره منقول است که حضرت خواجه عبید الله احرار فرموده اند که در ابتداء سلوک ذکر بر من چنان مستولی بود که اگر بادے می وزید یا برگ درختے می جنبید و یا آواز گفتگوی مردمان بگوش من میرسید همه ذکر می پنداشتم هر کرا در بدایت حال چنان نشود نهایت وی بنهایت کمالات ذات برسد یاد کرد و آن عبارت از ذکر لسانی و با قلب است حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سره فرموده اند که طریق تعلیم ذکر آنست اول شیخ بدل گوید لا اله الا الله محمد رسول مرید دل خود را حاضر کند و بمقابله دل شیخ بدارد و چشم فراز کند و دهان استوار دارد و زبان را بکام چسپاند و دندان را بر هم نهد و نفس را بگیرد و با قوت و تعظیم تمام ذکر شروع کند

فرمایا ہے کہ خلوت در انجمن یہہ ہے کہ اشتغال و استغراق ذکر مین اس مرتبہ کو پہنچے کہ اگر بازار مین آئے بازار والون کی کوئی بات اور آواز نہ سنائی دی ایسا غلبہ ذکر کا دل کی حقیقت پر ہو۔ خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ذکر مین مشتغل ہونا کوشش و اہتمام سے پانچ چھہ روز مین حاصل ہو جاتا ہے کہ سب آوازین اور حکایتین لوگونکے ذکر معلوم ہوتی ہین۔ اور جو بات کرتا ہے ذکر سنائی دیتا ہے۔ قاضی محمد قدس سرہ کے جمع مین منقول ہے کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ابتدای سلوک مین ذکر مجھپر اس قدر غالب تھا کہ اگر ہوا ہی چلتی تہی یا کسی درخت کا پتا کھڑکتا تھا۔ یا کسی آدمی کی آواز میرے کان مین پہنچتی تہی سب مجھکو ذکر معلوم ہوتا تھا جسکا ابتدا مین حال ایسا نہو وہ نہایت مین کمالات ذات کو نہین پہنچتا ہی۔ یاد کرد۔ کہتے ہین ذکر زبانی دل کے ساتھ۔ حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ذکر کی تعلیم کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے شیخ دل مین کہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ مرید اپنا دل حاضر کرے اور شیخ کے دل کے مقابلہ مین رکھے اور آنکھین بند کر لے۔ اور منہ مضبوط بند کرتے اور زبان کو تالو سے لگالے۔ اور دانت دانتون پر رکھ لے۔ اور سانس کو اوٹھائے اور خوب قوت و

موافقت بشیخ بدل گوید نه بزبان و حبس
نفس صبر کند در یک نفس سه بار گوید چنانکه
اثر حلاوت ذکر بدل برسد و حضرت
خواجه عبید الله احرار قدس سره در بعضے
از کلمات قدسیه نوشته اند که مقصود
از ذکر آنست که دل همیشه آگاه بحق سبحانه
تعالے باشد بوصف محبت و تعظیم اگر
در صحبت ارباب جمعیت این آگاهی حاصل
شود خلاصه ذکر حاصل شد و اگر در صحبت
این آگاهی حاصل نشود طریق آنست که ذکر
گفته شود بطریقے که در فصل سابق گذشته
و بازگشت عبارت است از ملاحظه ذکر
یعنے هر بارے که بزبان و دل کلمه طیب را
بگوید باید که در عقب آن بهمان زباده
گوید خداوندا مقصود من توئی و رضاء
تو زیرا که این کلمه بازگشت نفی کننده هر
خاطرے را که بیاید از نیک و بد تا ذکر او
خالص ماند و سر او از ماسوی فارغ گردد
اگر مبتدی در بدایت ذکر بکلمه بازگشت از
خود صدقے در نیابد باید که ترک آن نکند
زیرا که بتدریج آثار صدق بظهور مے آید +
نگاهداشت و آن عبارت از مراقبه خواطر
است چنانکه در یک دم چند بار کلمه طیب
بگوید تا خاطر بغیر نرود حضرت مولانا ..
سعد الدین قدس سره در معنے این کلمه

ذکر کرے. موافق شیخ کے. دل سے کہے زبان
سے نہین اور سانس کو روکے. ایک سانس مین
تین دفعہ کہے ایسا کہ ذکر کرکے حلاوت کا اثر
دل مین پہنچے اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار
قدس سرہ نے اپنے بعضے کلمات قدسیہ مین
لکھا ہے کہ ذکر سے مقصود یہہ ہے کہ دل ہمیشہ حق
سبحانہ تعالی سے آگاہ رہے. محبت اور تعظیم کے
ساتھ. اگر یہ آگاہی اہل جمعیت کی صحبت مین
حاصل ہوجای تو خلاصہ ذکر کا حاصل ہوگیا.
اور جو صحبت مین یہ آگاہی حاصل نہو تو یہ طریقہ ہے
کہ ذکر کیا جائے. اوسطرح جسطرح پہلی فصل مین
گذرا ہے. اور بازگشت کہتے ہین ذکر کے ملاحظہ کو
یعنی ہر دفعہ جب زبان و دل سے کلمہ طیبہ کہے تو
اوسکے پیچھے اوسی زبان سے کہے کہ الٰہی میرا مقصود
توئی ہے اور تیری رضا اسواسطے کہ یہ کلمہ بازگشت
نفی کرنے والا ہے. ہر خطرہ کا نیک بد جو آئے تاکہ
اوسکا ذکر خالص ہوجائے اور اوسکا سر ماسوی
فارغ ہو. اگر مبتدی شروع مین بازگشت کے کلمہ کا
صدق اپنے مین نپائے. تو چاہیے کہ ترک نہ کرے
اسواسطے کہ رفتہ رفتہ صدق کا ظہور ہوجائیگا.
نگاہداشت کہتے ہین خطرون کے مراقبہ سے ایک
دم مین کئی دفعہ کلمہ طیبہ کہے کہ غیر کا خطرہ نہ آئے
حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ نے
اس نگاہ داشت کے کلمہ کے یہ معنے

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

فرموده اند باید که یک ساعت و دو ساعت
وزیاده از دو ساعت آنمقدار که میسر شود
خاطر خود را نگاه دارد که غیرے بخاطر وی
نگذرد - از خدمت مولانا قاسم علیه الرحمة
که از کبار اصحاب و مخصوصات حضرت
خواجه عبید الله احرار بوده اند منقول است
که فرموده اند که ملکه در نگاهداشت بآن
وجه رسیده است که از وقت طلوع
فجر تا چاشت بلند دل را از خطور اغیار
نگاه می توان داشت بر وجهے که درین
مقدار زمان قوت متخیله از عمل خود معزول
گردد - پوشیده نماند که عزل قوت متخیله
بتمامها از عمل اگرچه نیم ساعت باشد نزد
اهل تحقیق امرے بغایت عظیم است و
آن از نوادر است و بعضے کمال اولیا را احیاناً
این معنی دست می دهد چنانکه حضرت شیخ
محی الدین ابن العربی قدس الله تعالی سره
در فتوحات مکی آنجا که بیان سجود قلب کرده
اند در اسوله و اجوبه خواجه محمد علی حکیم ترمذی
قدس الله تعالی سره تحقیق این کرده اند +
یادداشت که مقصود ازین همه آنست عبارت
از دوام آگاهی است بحق سبحانه تعالی
بر سبیل ذوق و بعضے باین عبارت گفته
اند که حضور بے غیبت ست و نزد اهل تحقیق
مشاهده که استیلاء شهود حق ست بر دل

فرمائی ہین - چاہیے کہ ایک ساعت دو ساعت
اور دو ساعت سے زیادہ جسقدر ہو سکے اپنی
خاطر کو نگاہ رکہے - کہ غیر کا خطرہ اُسمین
نہ آئے - حضرت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ
جو بڑے اصحاب اور خصوصان حضرت
خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کے ہین - اُنسے
منقول ہے کہ ملکہ نگاہداشت ہین اوس وجہ سے
پہونچا ہے - کہ طلوع فجر سے جب تک چاشت
کا وقت بلند ہو - دل کو اغیار کے خطور سے
نگاہ رکہ سکتا ہے ایسی وجہ پر کہ اس قدر
وقت مین قوت متخیلہ اپنے عمل سے معزول ہوجاے
پوشیدہ نرہے کہ قوت متخیلہ کا بالکل معزول
ہو جانا اگرچہ آدہی ساعت ہو - اہل تحقیق
کے نزدیک ایک امر عظیم ہے بہت بڑا اور
یہ نوادر سے ہے اور بعضے بڑے اہل کمال
کو یہ بات کبہی کبہی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضرت
شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہ نے فتوحات
مکی مین جسجا بیان سجود قلبی کا کیا ہے - سوال و
جواب مین خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس
اللہ سرہ کے اس امر کے تحقیق کی ہے -
یادداشت - اس سے مقصود دوام آگاہی
ہے - حق سبحانہ تعالے سے بر سبیل ذوق کے
اور بعضون نے کہا ہے حضور بے غیبت ہے
اور اہل تحقیق کے نزدیک مشاہدہ ہے
کہ استیلاء شہود حق ہے - دل پر

بتوسط حب ذاتی کنایت از حضور یاد داشت
وحضرت خواجه احرار در شرح این
چهار کلمه که مذکور شد این عبارت
فرموده اند که یاد کرد عبارت از تکلف
است در ذکر و بازگشت عبارت از
رغبت بحق سبحانه و تعالی بر آن وجه که
هر بار که کلمه طیب را گوید از عقب آن بدل
اندیشد که خداوندا مقصود من توئی و
نگاهداشت عبارت از محافظت این رجوع
است و یادداشت عبارت از رسوخ است در
نگاه داشت - وقوف زمانی حضرت بهاؤالدین
قدس سره فرموده اند وقوف زمانی که کار
گذارنده راه است آنست که بنده واقف احوال
خود باشد در هر زمانے که صفت و حال او
چیست موجب شکر است یا موجب عذر و حضرت
مولانا یعقوب چرخی قدس سره فرموده اند و
در حال بسط بشکر فرموده اند که رعایت این
دو حال وقوف زمانی است و هم حضرت خواجه
بزرگ فرموده اند که بنای کار سالک را در وقوف
زمانی بر ساعت نهاده اند تا دریابنده نفس شود
که بحضور میگذرد یا بغفلت که اگر بر نفس بنا نکنند
دریابنده این دو صفت نشود - وقوف زمانی
عبارت از محاسبه است - حضرت خواجه بزرگ فرموده
اند که محاسبه آنست که هر ساعتی که انچه بر ما
گذشته است محاسبه میکنم که غفلت

بواسطہ حب ذاتی کے کنایہ حضور یاد داشت
سے اور حضرت خواجہ احرار نے ان چارون
کلمون کی شرح جو مذکور ہوئے ہین یون -
فرمائی ہی کہ یاد کرد ذکر مین تکلف ہے اور
بازگشت حق سبحانہ تعالےٰ سے رغبت اس
وجہ سے کہ ہر دفعہ جو کلمہ طیبہ کہے اوسکی پیچھے
کہے کہ خداوندا میرا مقصود توئی ہے اور
نگاہداشت محافظت اس رجوع کی ہے -
اور یادداشت رسوخ نگاہداشت سے -
وقوف زمانی حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس
سرہ نے فرمایا ہے کہ وقوف زمانی یہ ہے کہ
بندہ اپنے حال سے واقف ہو ہر وقت
کہ اوسکا کیا حال اور کیا صفت ہے شکر کے
لائق ہے یا عذر کے - اور حضرت مولانا یعقوب
چرخی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اور بسط کے
حال مین شکر ہے کہ رعایت ان دونون
حال کی وقوف زمانی ہین اور یہ بھی حضرت
خواجہ بزرگ نے فرمایا ہے کہ سالک کی بنا
کار وقوف زمانی مین ساعت پر مقرر ہے
کہ معلوم کرے نفس کو کہ حضور مین گذرتا ہے یا
غفلت مین - اگر سانس پر بنا نہ کرین تو ان
دونو صفتون کو معلوم نہین کرتے کا وقوف
زمانی محاسبہ ہے حضرت خواجہ بزرگ نے
فرمایا ہے کہ محاسبہ یہ ہے کہ جو ساعت ہمپر
گذری ہے محاسبہ ہم کرتے ہین کہ غفلت

چیست وحضور چیست می بینیم که همه
نقصان است بازگشت می کنم وعمل
از سر می گیریم بوقوف عددی وآن عبارت
از رعایت عدد است در ذکر حضرت خواجه
بزرگ بهاء الدین قدس اللہ تعالی سرہٗ
فرموده اند که رعایت عدد در ذکر قلبی
برای دفع خواطر متفرقه است وآنچه در
کلام خواجگان قدس اللہ تعالی ارواحہم
واقع است که فلانے مر فلانے را بوقوف
عددی امر فرمود مقصود ذکر قلبی ست با رعایة
عدد نه مجرد رعایت عدد در ذکر قلبی وذاکر
را باید که در یک نفس سه کرت یا پنج کرت
یا هفت کرت یا بست ویک کرت ذکر گوید و
عدد طاق را لازم شمرد حضرت خواجه
علاء الدین عطار قدس اللہ تعالے روحه
فرموده اند بسیار گفتن شرط نیست باید
که هر قدر که گوید از سر وقوف وحضور باشد
تا فائده این مرتب گردد وچون در ذکر
قلبی عدد از بیست ویک بگذرد واثر ظاہر
نشود دلیل باشد به بیحاصلی آن عمل و
اثر ذکر آن بود که در زمان نفی وجود بشریت
منفی شود ودر زمان اثبات اثرے از آثار
تصرف جذبات الوہیت مطالعه افتد وآنکه
حضرت بزرگ فرموده اند که وقوف
عددی اول مرتبه علم لدنی ست میتواند بود که

کیا ہے او حضور کیا ہے۔ ہم دیکھتے ہین کہ سب
نقصان ہے۔ بازگشت کرلیتے ہین اور
نئے سرے سے عمل کرتے ہین وقوف عددکے
رعایت عدد کی ہے ذکر مین حضرت خواجہ
بزرگ بہاء الدین قدس اللہ تعالی سرہٗ
نے فرمایا ہے کہ رعایت عدد کے ذکر قلبی
مین واسطے دفع کرنے خواطر متفرقہ کے ہے
اور وہ جو خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے
کلام مین واقع ہے کہ فلان نے فلان کو وقوف
عدد فرمایا اوس سے مقصود ذکر قلبی ہے عدد
کی رعایت کے ساتھ۔ نہ فقط عدد کی رعایت
ذکر قلبی مین اور ذاکر کو چاہیے ایک سانس مین
تین دفعہ یا پانچ مرتبہ یا سات بار یا اکیس۲۱
بار ذکر کرے۔ اور طاق عدد کو لازم کرلے
حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس اللہ
روحہ نے فرمایا ہے بہت کہنے کی شرط نہین
چاہیے کہ جسقدر کہے وقوف اور حضور کے ساتھ
کہے کہ فائدہ ہو اور جب ذکر کرے قلبی مین
عدد اکیس۲۱ سے بڑھ جائے اور اثر ظاہر نہو تو
یہ بیحاصلے کی دلیل ہے اوس ذکر کے اور ذکر کا
اثر اسے کہتے ہین کہ نفی کے وقت بشریت کی
وجود کی نفی ہوجائے اور اثبات کے وقت
جذبات الوہیت کے تصرف کے آثار کا اثر دھیان
مین آئے اور وہ جو حضرت خواجہ بزرگ نے
فرمایا ہے کہ وقوف عددی اول مرتبہ علم لدنی ہی ہوسکتا ہے کہ

نسبت با اہل بدایت اول مرتبہ لدنی مطالعہ
این آثار تصرفات جذبات الوہیت بود
کہ حضرت خواجہ علاءالدین فرمودہ اند چہ
آن کیفیتی و حالتی است کہ موصول ست بمرتبہ
قرب و علم لدنی دران مرتبہ مکشوف میشود
و نسبت با اہل نہایت وقوف عددی کہ اول
مرتبہ علم لدنی است آن باشد کہ ذاکر
واقف شود بر سریان واحد حقیقی در مراتب
اعداد کونی ہمچنانکہ واقف است بر سریان
واحد عددی در مراتب اعداد حسابی

شعر

اعداد کون و صورت کثرت نمایشی ست
فالکل واحد یتجلی بکل شان

و یکے از اکابر محققان این مضمون چنین
گفتہ است ؎

کثرت چو نیک در نگری عین وحدت است
ما را شکے نماند درین گر ترا شکے ست
در ہر عدد کہ بنگری از روی اعتبار
گر صورتش نہ بینی در مادہ اش یکیست

و در شرح عبارات فرمودہ ؎

در مذہب اہل کشف و ارباب خرد
ساری است احد در ہمہ افراد احد
زیرا کہ عدد گرچہ برون ست ز حد
ہم صورت و ہم مادہ اش ہست احد

بحقیقت این وقوف است کہ اول مرتبہ علم لدنیست

اہل بدایت کی نسبت علم لدنی کا پہلا مرتبہ
تصرفات جذبات الوہیت کے آثار کا مطالعہ
ہے چونکہ حضرت خواجہ علاءالدین نے فرمایا ہے
اس لئے کہ وہ ایک کیفیت اور حال ہے جو قرب
کے مرتبہ سے وصل ہے۔ اور علم لدنی اوس مرتبہ
مین مکشوف ہوتا ہے۔ اور اہل نہایت کے
نسبت وقوف عددی جو اول مرتبہ علم لدنی
کا ہے یہہ ہو۔ کہ ذاکر واقف ہو۔ واحد حقیقی
کے سریان کا اعداد کونی کے مراتب مین جیسے
واقف ہے واحد عددی کے سریان کا ۔
اعداد حسابی کے مراتب مین ؎

جہان کی اعداد اور کثرت ایک نمایش ہے
سب واحد ہے کہ ہر شان مین تجلی کر رہا ہے

اور بڑے محققون مین سے ایک بزرگ نے
اس مضمون کو یون فرمایا ہے ؎

کثرت جو غور سے دیکھو عین وحدت ہے
مجھہ کو کچھہ شک نہین رہا اگر تجھکو کچھ شک ہے
ہر عدد مین اعتبار کی رو سے
اگر اوسکی صورت نہ دیکھو تو اوسکی مادہ مین

اور شرح عبارات مین فرمایا ہے ؎

اہل کشف و اہل خرد کے مذہب مین
واحد سب افراد مین سریان کئے ہوئے ہے
کسواسطے کہ اعداد اگرچہ حد سے باہر ہے
اوسکی صورت اور مادہ واحد ہی ہے

اور حقیقت مین یہ وقوف ہے جو علم لدنی کا

والله اعلم بالصواب +

پوشیده نماند که علم لدنی علمی است که اہل
قرب را بتعلیم الہی وتفہیم ربانی معلوم و
مفہوم میشود نه بدلائل عقلے وشواہد نقلے
چنانچه کلام قدیم درحق حضرت خضر ع
فرموده وعلمناه من لدنا علما
وفرق میان علم یقینی وعلم لدنی آنست
که علم یقینی عبارت از ادراک ذات و
صفات الہی است وعلم لدنی کنایت از
ادراک معنی وفہم کلمات از حق سبحانه
وتعالیٰ بطریق الہام ووقوف قلبی
وآن بردو معنے محمول است یکے آنکه
دل ذاکر واقف وآگاه باشد بحق
سبحانه وتعالےٰ وآن از مقوله یادداشت
است حضرت خواجه عبید الله احرار قدس
سرهٗ در بعض کلمات قدسیه خود نوشته
اند که وقوف قلبی عبارت از آگاہی
وحاضر بودن دل است بجناب حق
سبحانه وتعالیٰ برآن وجه که دل را ہیچ
بایستی غیر از حق سبحانه وتعالیٰ نباشد
ومعنے دویم آن است که ذاکر از دل واقف
بود یعنے در اثنائے ذکر متوجه قطعه
لحم صنوبری الشکل شود واو را بمجاز دل
مے گویند - ودر جانب الیسر محاذ سے
پستان چپ واقع است +++

والله اعلم بالصواب +

پوشیده نرہے که علم لدنی وه علم ہے که
اہل قرب کو تعلیم الہٰی اور تفہیم ربانی سے
معلوم اور مفہوم ہوتا ہے وه عقلی دلیلون سے
اور نقلی شواہد سے نہین معلوم ہوتا - جیسا
قرآن عظیم مین خضر علیه السلام کے حق مین
فرمایا ہے (اور سکھایا ہمنے اوسکو اپنے پاس
سے علم) اور علم یقینی اور علم لدنی مین یه
فرق ہے - که علم یقینی ذات وصفات الہٰی کے
ادراک کو کہتے ہین - اور علم لدنی اوسی کہتے
ہین جو بطریق الہام کے حق سبحانه کے
کلمات کے معنے ادراک کرے وقوف
قلبی دو معنی پر بولا جاتا ہے - ایک یه که
ذاکر کا دل واقف اور آگاه ہو حق سبحانه
وتعالیٰ سے - اور یه مقوله یادداشت سے ہے
حضرت خواجه عبید الله احرار قدس الله سره
نے بعضے کلمات قدسیه مین آپنے لکھا ہے
که وقوف قلبی کہتے ہین دل کے آگاہی اور حاضر
ہونے کو حق سبحانه تعالےٰ کی جناب مین ایسی
وجه پر که دل کو کوئی ضرورت سوائے
حق سبحانه تعالیٰ کے نہو - اور دوسری معنے
یه ہین که ذاکر دل سے واقف ہو یعنی ذکر کے
درمیان قطعه لحم صنوبری شکل کیطرف متوجه
ہو اور اوسے مجازاً دل کہتے ہین اور وه
بائین طرف پستان کے تلے واقع ہے -

واورا مشغول وگویا ذکر گرداند و نگذارد
کہ از ذکر و مفہوم ذکر غافل وزائل گردد۔
حضرت خواجہ بہاء الدین قدس اللہ تعالیٰ
سرہ در ذکر حبس نفس و رعایت عدد
را لازم نمے شمرند۔ اما وقوف قلبی را ہردو
معنے کہ گفتہ اند مہم می داشتند و لازم
می شمردند۔ زیرا کہ خلاصہ الخیہ مقصود
است از ذکر در وقوف قلب است

شعر۔

مانند مرغے باش ہان بر بیضۂ دل پاسبان
کز بیضۂ دل زایدت مستی و ذوق و قہقہہ

اور اوسے مشغول اور گویا ذکر سے کرے۔
اوسے چھوڑ ندے کہ وہ ذکر اور مفہوم سے
ذکر کے غافل ہوجائے حضرت خواجہ
بہاء الدین قدس سرہ کے ذکر مین حبس اور
عدد کی رعایت لازم نہین گنتے۔ مگر
وقوف قلبی کو دونو معنے سے جو ذکر
ہوئی ہین ضرور جانتے تھے۔ اور لازم شمار
کرتے تھے۔ اسواسطے کہ خلاصہ مقصود ذکر کا
قلبی ہے

مرغ کیطرح دل کے بیضہ پر نگھبان رہو۔
کہ دل کے بیضہ سے مستی اور ذوق اور خوشی پیدا ہو

فصل ۴

در بیان توجہ وغیر آن۔ طریقہ توجہ اینطائفہ
علیہ و پرورش نسبت باطنی ایشان چنانست
ہرگاہ کہ خواہند بدل اشتغال نمایند
اولاً صورت آن شخص کہ این نسبت ازو
یافتہ باشند در خیال در آرند تا آنزمان
کہ اثر حرارت و کیفیت معہودہ ایشان
پیدا شود بعد از ان آن خیال را نفی نکنند
بلکہ آنرا نگاہدارند و بچشم و گوش و ہمہ
قوی بآن خیال متوجہ بقلب شوند کہ
عبارتست از حقیقت جامع انسانی کہ مجموعہ
کائنات از علوی و سفلی مفصل آن است

فصل ۴

توجہ وغیرہ کے بیان مین + اس طائفہ علیہ کی توجہ کا
طریقہ اور باطنی نسبت کی پرورش کا دستور
یون ہے کہ جب چاہین دل سے مشغول ہون تو
پہلے اُس شخص کی صورت جس سے یہ نسبت
حاصل کی ہے خیال مین لائین۔ اوسوقت
تک کہ حرارت کا اثر اور کیفیت معہودہ ظاہر
ہو۔ اسکے بعد اوس خیال کی نفی نہین کرتے
بلکہ اوسے نگاہ رکھتے ہین۔ اور آنکھ اور
کان اور تمام قوی سے اوس خیال کے ساتھ
قلب کی طرف متوجہ ہون۔ جو حقیقت جامع
انسانی ہے جسکی تفصیل کائنات علوی و سفلی ہے

اگرچه آن از حلول در اجسام منزه
است اما چون نسبتے میان او و میان
این قطعه صنوبری است پس توجه
باین لحم صنوبری باید. بود وچشم و
فکر و خیال و همه قوی را بران
باید گماشت و ما شک نداریم که درین
حالت کیفیت غیبت و بے خودی بُرُخ
نمودن آغاز کند آن کیفیت را راهی
فرص باید کرد و هر خطره که در آید بتوجه
بحقیقت قلب خود نفے آن باید
کرد اگر نفے نه شود التجا بصورت
آن شخص باید کرد که تا باز آن نسبت
پیدا شود آن زمان خود صورت
نفے خواهد شد و اما باید که شخص
بتوجه آن صورت را نفے نه کند
و اگر چنانچه بآن صورت وساوس
نفے نه شود چند نوبت باسم
یا فعّالُ بحسب معنے در دل
مشغول شود اگر باین نیز دفع
نه شود در دل چند نوبت بتامل
کلمه لا اله الا الله بدین طریق که لا
موجود الا الله تصور کند و آن
وسوسه متوسش از هر نوع که باشد
و چون موجودی است از موجودات
ذهنی بحقیقت آن را بحق سبحانه و تعالی قائم بیند

اگرچہ وہ حقیقت جامع انسان مین حلول
کرنے سے پاک و منزہ ہے لیکن جبکہ نسبت
اوسکے درمیان اور اس قطعہ صنوبری کے
درمیان مین ہے۔ تو توجہ اس لحم صنوبری
شکل کی طرف کرنی چاہیے۔ اور آنکھ اور فکر
اور خیال اور سب قوی کو اوسکی طرف متوجہ
کرے اور ہمین اسمین کچھہ شک نہین۔ کہ اس
حالت مین غیبت و بیخودی کی کیفیت دکھائی
دینی شروع ہو۔ اوس کیفیت کو ایک راہ
فرص کرنا چاہیے۔ اور جو خطرہ کہ آوے
اوسکو اپنے قلب کی حقیقت کی توجہ سے اوسکی
نفی کرنی چاہیے۔ اگر نفی نہو سکے تو اوس
شخص کی صورت سے التجا کرے کہ پہر وہ
نسبت پیدا ہو جائے۔ اوس وقت خود
صورت نفی کی ہو جائے گی۔ لیکن چاہیے
کہ وہ شخص متوجہ اوس صورت کی نفی نہ کرے۔
اور جو اوس صورت سے وسواس نجائین تو
کئی بار اسم یا فعّالُ کے معنے سے دل مین
مشغول ہو۔ اور جو اس سے بہی وسواس
دفع نہون۔ تو دل مین کئی بار تامل کے ساتھ
کلمہ لا الہ الا اللہ اس طریق سے تصور کرے۔
کہ لا موجود الا اللہ۔ اور وہ وسوسہ جو پریشان
کرنیوالا ہے جس قسم کا ہو جب ایک موجود
ہے اور موجودات ذہنی سے حقیقت مین
اوسے حق سبحانہ تعالی کے ساتھ قائم دیکھے

بلکہ عین حق داند زیرا کہ باطل نیز بعض از ظہورات حق است کما قال الشیخ ابو زید قدس سرہ **اشعار**

لا تنکر الباطل فی طورہ
فانہ بعض ظہوراتہ
واعط منہ مقدارہ
حتی توفی حق اثباتہ

وقال الشیخ مؤید الدین الجندی فی تتمہا **ع**

فالحق قد یظہر فی صورۃ
ینکر الجاہل فی ذاتہ

و شک نیست کہ باین تعمل ذوقے شود و نسبت عزیزان قوت گیرد و آن زمان آن فکر را نیز نفئے کند و بحقیقت بے خودی متوجہ شود و از پئے آن بدود و اگر با آنکہ لا الہ الا اللہ در دل بگوید و اللہ را مدیہ دہد و بدل فرو برد و آن مقدار مشغول شود کہ بسیار ملول نگردد چون ببیند کہ ملول خواہد شد ترک کند و بداند کہ تا دام غیبت و بے خودے و نسبت عزیزان در ترقے باشد فکر در حقایق اشیا توجہ بجزئیات عین کفر است ع با خودی کفر و بے خودی دین است

بلکہ عین حق جانے۔ اسواسطے کہ باطل بھی بعضے ظہورات حق سے ہے جیسا فرمایا ہے حضرت ابو یزید قدس سرہ نے **ع**

باطل کا انکار نہ کر اوسکے طور مین +
کہ وہ بھی اوسکے بعضے ظہورات سی ہے +
اور اُسکا حق اوسکے مقدار سے دے
تاکہ پورا کرے تو اثبات کا حق +

اور کہا ہے شیخ موید الدین جندی نے اپنے تتمہ مین **ع**

کبھی حق ظاہر ہوتا ہے کسی صورت مین
کہ جاہل انکار کرتا ہے اُسکی ذات مین

اور شک نہین کہ اس عمل کرنے سی ایک ذوق ہو۔ اور نسبت عزیزون کی قوت حاصل کرے اور اوس وقت اوس فکر کی بھی نفئے کرے۔ اور بیخودی کی حقیقت سے متوجہ ہو اور اوسکا پیچھا پکڑ لے۔ اور اگر باوجودیکہ لا الہ الا اللہ دل مین کہے اور اللہ کو مدّ دے اور دل مین اندر لیجائے اور اس قدر مشغول ہو کہ بہت ملول نہو جائے اور جب دیکھے کہ ملول ہوگا۔ ترک کرے۔ اور یہ جان لے کہ جبتک غیبت اور بیخودے اور عزیزون کی نسبت ترقی مین ہو حقایق اشیاء مین جزئیات کے طرف توجہ عین کفر ہے ع باخودی کفر و بیخودی دین ہے

بلکہ فکر در اسمائے صفات حق سبحانہ
و تعالی ہم نباید کرد زیراکہ مطلب
این طائفہ علیہ توجہ بہ نسبتی
است کہ سرحد وادی حیرت
است و مقام تجلی انوار ذات
است و ذکر اسما و صفات شک
نیست کہ ازین مرتبہ فروتر است

شعر

تو مباش اصلا کمال این ست و بس
رو در و گم شو وصال این ست و بس

و باید کہ در بازار و گفتگوی و اکل و
شرب و ہمہ حالات آن حقیقت
جامع را نصب العین خود سازد
و اورا حاضر داند و بصور جزویہ
از حضرت جامعہ خود غافل
نشود بلکہ ہمہ اشیا را بوے قائم
داند و سعی کند کہ آنرا در ہمہ
موجودات مستحسنہ و غیر مستحسنہ
مشاہدہ نماید تا بجائے رسد
کہ خود را ہمہ بیند و ہمہ اشیا را
آئینہ جمال با کمال خود داند
و در حالت سخن گفتن نیز باید
کہ ازین مشاہدہ غافل نشود بلکہ
گوشہ چشم دل او بدان سو باشد
اگرچہ بظاہر بچیزہای دیگر

بلکہ فکر حق سبحانہ تعالی کے اسماء
و صفات مین بہی نہ کرنا چاہیے اسواسطے
کہ اس طائفہ علیہ کا مطلب اوس
نسبت کی طرف توجہ ہے جو وادی
حیرت کی سرحد ہی۔ اور انوار ذات
کی تجلے کا مقام ہے۔ اور اسمین کچہ شک
نہین کہ اسماء صفات کا ذکر اس مرتبہ سے نیچے ہی

ترجمہ شعر

تو ہرگز باقی نہ رہ کمال بس یہی ہے۔
جا اوسمین گم ہوجا بس وصال یہی ہے

اور چاہیے کہ بازار مین اور کہانے پینے مین اور
ہرحال مین وہ حقیقت جامعہ اپنی آنکہون کے
سامنے رکہے۔ اور اوسے حاضر جانے
اور جزئیہ صورتین دیکہ کر اپنے حضرت
جامعہ سے غافل نہو۔ بلکہ تمام
اشیاء کو اوس کے ساتہ قائم جانے
اور کوشش کرے کہ اوسکو تمام اچہی
موجودات اور بری موجودات
مین مشاہدہ کرے۔ یہان تک کہ
ایسے مرتبہ کو پہنچ جاوے کہ اپنے
آپ کو ہی سب وہ ہی جانے اور
تمام اشیا کو اپنے جمال باکمال کا
آئینہ جانے۔ اور بات کرنے مین
بہی چاہیے کہ اس مشاہدہ سے غافل
نہو۔ بلکہ دل کی آنکہ کا گوشہ اوسی طرف

مشغول باشد چنانچہ فرمودہ اند

شعر

از درون شو آشنا و وز برون بیگانہ باش
این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہان

و ہر چند کہ صحبت بیشتر باشد این نسبت قوی تر گردد و چون بمرتبہ برسد کہ تفرقہ میان دل و زبان نتواند کردن و خلق او را از حق حجاب نشود و حق حجاب از خلق نگردد آن زمان تواند کہ بصفت جذبہ در دیگران تصرف کند و از جانب ارشاد و دعوت خلق بحق آن کسے را باشد کہ باین مرتبہ برسد و باید کہ خود را از غضب راندن نگاہدارد کہ ماندن غضب ظرف باطن را از نور معنی تہی و خالی میسازد و اگر ناگاہ غضبے واقع شود یا قصورے دست دہد کدورتے قوی ظاہر گردد و سررشتہ نسبت کم گردد و یا ضعف شود غسلے کند اگر قوت مزاج وفا کند باب سرد صفا میدہد والا بہ آب گرم و جامہ پاک بپوشد و در خالی جائے دو رکعت نماز بگذارد و چند نوبت بقوۃ نفس برکشد و خود را خالی سازد و بعد ازان ہمان طریق کہ گذشت متوجہ شود و در ظاہر نیز پیش حضرت جامع خود تضرع و بکلی توجہ باو نماید

مشغول ہو - چنانچہ فرمایا ہے +

شعر

از درون شو آشنا و وز برون بیگانہ باش
این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہان

اور جسقدر صحبت زیادہ ہوگی اوسی قدر نسبت زیادہ ہوتی جائیگی - اور جب اس مرتبہ کو پہونچے کہ دل اور زبان مین تفرقہ نکر سکے - اور خلقت اوسکو اللہ کا حجاب نہو - اور حق اوسکو خلقت کا حجاب نہو اوسوقت ہوسکتا ہی کہ بصفت جذبہ اور لوگون مین تصرف کرے - اور اجازت ارشاد کی خلقت کو اللہ کی طرف بلانی کی اوس شخص کو ہوتی ہے جو اس مرتبہ کو پہونچ جای - اور چاہیے کہ اپنے تئین غصہ کرنے سی بچائے - کہ غضب ہونے سی باطن کا ظرف نور معنی سے خالی ہوجاتا ہے اور اگر ناگاہ غصہ آجائے یا کچھ قصور ہوجائے کدورت قصور ظاہر ہو - اور نسبت کم ہوجائے تو غسل کرے - اگر سرد پانی کی قوت ہو تو سرد پانی سے غسل کرے - کہ اس سے صفائی خوب ہوتی ہی - اور نہین تو گرم پانی سے نہائے اور پاک کپڑے پہنے - اور خالی جای مین دو رکعت نماز پڑھے - اور کئی بار بہت زور سے سانس نکالے - اور اپنے تئین خلا کری - اور پھر اوسی طریق گذشتہ سے متوجہ ہو - اور ظاہر مین بھی اپنی حضرت جامع سے عاجزی کری اور گڑگڑائے اور بالکل اوس کی طرف متوجہ ہو +

وبداند که این حقیقت جامعه مظهر مجموع ذات
وصفات حق است نه آنکه حق سبحانه
دروے حلول کرده بلکه بمنزله صورت
است در مرأت پس این تضرع بحقیقت
نزد حق سبحانه وتعالے باشد وبعضے
ازین طائفه علیه قدس الله اسرارهم بجاے
توجه شیخ ونگاهداشت صورت او نگاه
داشت هیئت رقمے کلمهٔ طیبه یا اسم مبارک
الله مے فرمایند خواه آنرا در خارج
از خویش بنظر حس ملاحظه فرمایند خواه
حوالی دل وسینه بتخیل امر کنند وفقیر
ده ساله بود که حضرت خواجه هاشم افاض
الله علینا برکاته چون در دهلی تشریف
آورده بودند فقیر را بکتابت اسم مبارک
الله امر فرمودند بعد از مدتے بتخیل
اسم مبارک در حوالی دل مامور شدم۔
بسیار غیبت وبیخودی روئے میداد
که اصلا گنجایش خطره دیگر نمی شد وخیلی
لذت واطمینان قلب یافته می شد
ومن لم یذق لم یدر مثلے مقررست
پوشیده نماند که لفظ نسبت ولفظ بار
دو کلمه است که در عبارت واشارات
خواجگان قدس الله تعالے ارواحهم
بسیار واقع شده است گاہے نسبت
گویند مراد ازان طریقه وکیفیت مخصوصه

اور یہ جان لے کہ یہ حقیقت جامع مظہر ہے مجموع
ذات وصفات حق کا۔ نہ یہ کہ حق سبحانہ نے
اوسمین حلول کیا ہی۔ بلکہ بمنزلہ صورت کے ہے
آئینہ مین۔ پس یہ تضرع درحقیقت حق سبحانہٗ
تعالی سے ہے۔ اور بعضے اس طائفہ علیہ کے
بزرگ قدس اللہ اسرارہم بجای توجہ شیخ کے
اور اوسکی صورت کی نگاہداشت کی رقمی ہیئت
کلمہ طیبہ کے۔ یا اسم مبارک اللہ کے فرماتے ہین
خواہ اوسکو خارج مین اپنے سے حس کی نظر سے ملاحظ
کرین۔ خواہ گرد دل کے اور سینہ کے خیال سے
امر فرمائین اور یہ فقیر دس برس کا تہا کہ حضرت
خواجہ ہاشم افاض اللہ علینا برکاتہ۔ جب
دہلی مین تشریف لائے تھے۔ فقیر کو فرمایا اللہ
اللہ لکھا کرو۔ ایک مدت کے بعد فرمایا۔ دل کے
گرداگرد خیال سے لکھا کرو۔ بہت غیبت اور
بیخودی ظاہر ہوتی تھی۔ کہ ہرگز کسی خطرہ کو
گنجایش نہ تھی اور نہایت ہی اطمینان قلب
حاصل ہوتا تھا۔ (جس نے نہین چکھا
وہ کیا جانے) ایک مثل مشہور مقرر ہے
پوشیدہ نہ رہے کہ نسبت کا لفظ اور بار کا لفظ
دو کلمہ ہین کہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم
کے عبارت واشارات مین بہت واقع ہوئے
ہین۔ کبھی نسبت کہتے ہین۔ اوراس
سے مراد طریقہ۔ اور کیفیت مخصوصہ

ومعموره این طائفه علیه دارند و گاہے
صفت غالب وملکه نفس کشی ارادت
کنند و گاہے بار گویند و مراد گرانی
بے نسبتی دارند چنانکه فلان بارے
آورد یا فلان مارا در بار ساخت وقتی
که بکسے ملاقات کنند که بطریقه ایشان
مناسبتے نداشته باشد واز نسبت
او متاثر شوند اگرچه آنکس از اہل سلوک
یا اہل علم و تقوی باشد زیرا که نسبت
این عزیزان فوق نسبتها است و ہرچه
غیر آن است بار خاطر ایشان است و
گاہے لفظ بار گویند وازان مرضے و
غرضے اراده کنند چنانکه گویند فلان
بار فلان برداشت یا فلان بار بر فلان
انداخت مراد ایشان رفع مرض یا
حواله مرض باشد ومخفی نماند که رفع مرض
و حواله مرض اکثر در طریقه خواجگان است
قدس الله اسرارہم و حضرت خواجه عبید الله
احرار قدس سره فرموده اند که انچه از
اکابر خانواده خواجگان قدس الله
ارواحہم منقول است که در بار مردم می
آیند بیکے از دو صورت می تواند بود یکے
آنکه وقتے که آشنائی و عزیزے را
مرضے و ملالتے یا ابتلا بمعصیتے عارض
می شود ایشان طہارت مے سازند و

اور معمورہ اس طائفہ علیہ کی ہوتی ہے
اور کبھی اوس سے مراد صفت غالب اور
ملکہ نفس کشی کا ہوتا ہے۔ اور کبھی بار کہتے
ہین اور بے نسبتی کی گرانی مراد ہوتی ہے
جیسے کہتے ہین۔ فلان بارے آورد یا فلان
مارا در بار ساخت۔ جبوقت کسی ایسے سے ملاقات
کرتے ہین۔ جو انکے طریقہ سے مناسبت نہ
رکھتا ہو اور اوسکی نسبت سے اونکو اثر ہو
اگرچہ وہ شخص اہل سلوک یا اہل علم و تقوی
ہو۔ اسواسطے کہ ان عزیزون کی نسبت سب
نسبتون سے فوقیت رکھتی ہے۔ اور جو انکی
نسبت کے سوا نسبت ہو وہ انکی بار خاطر ہے۔
اور کبھی لفظ بار کہتے ہین اور اوس سے کوئی مرض
یا کوئی غرض ارادہ کرین جیسے کہین فلان بار
فلان برداشت یا فلان بار بر فلان انداخت
تو اس سے انکی مراد رفع مرض یا حوالہ مرض
ہوتی ہے اور پوشیدہ نہ ہے کہ رفع مرض
یا حوالہ مرض اکثر خواجگان کے طریق مین ہے
قدس اللہ اسرارہم۔ اور حضرت خواجہ
عبید اللہ احرار نے فرمایا ہے کہ جو اکابر خانوادہ
خواجگان قدس اللہ ارواحہم سے منقول ہے
کہ بار مین لوگون کے آتے ہین۔ ایک ان دو
صورتون مین سے ہوسکتا ہے۔ ایک یہہ کہ
جب کسی آشنا یا عزیز کو کوئی مرض یا ملالت
یا کسی گناہ مین مبتلا ہونا عارض

نماز می گذارند تضرع وزاری کنند و
از حضرت حق سبحانه و تعالیٰ در
میخواهند که او را ازان عارضه پاک و
مطهر گرداند وصورتے دیگر آن است
که صاحب ومصدر آن مرض و یا
معصیت خود را می دانند وبجائے او
خود را اثبات می کنند و بعد از طہارت
ونماز تمام تضرع وزاری می کنند
وبصدق واخلاص توبه وانابت
مے نمایند وخاطر مشغول میدارند
وہمت برمے گمارند که او را ازان
ابتلا تمام خلاصی ونجاتے میسر شود
وفرموده اند در وقتے که یارے و
عزیزے بیمار است او را بہمت
مددگارے کردن بسیار خوب است
مدد بر دو نوع است یکے ہمت
بتمامے مصروف باشد که مرض مرتفع
شود دیگر آنکه در وقت مرض تفرقه
خاطر بسیارے باشد وبآسانی
خاطر جمع مے شود وبہمت مدد
مے فرمایند که تفرقه مرتفع می شود
یا انچه مقصود اصلے است نصب
العین گردد طریقه توجه خواجگان
قدس الله تعالیٰ اسرارهم وآن
توجه را تصرف مے نامند برین وجه است

اور نماز پڑھتے ہین اور تضرع وزارے
کرتے ہین کہ خدا تعالی اوسکو اوس عارضہ سے
پاک کرے ۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ
وہ مرض یا معصیت والا اپنے تئین جانتے
ہین ۔ اور اوسکی جاے اپنے تئین اثبات کرتے
ہین ۔ اور بعد طہارت و نماز کے تضرع وزاری
کرتے ہین ۔ اور صدق و اخلاص سے توبہ
کرتے ہین ۔ اور اللہ سے رجوع ہوتے ہین
اور خاطر کو مشغول رکھتے ہین ۔ اور ہمت کرتے
ہین ۔ کہ اوس کو اوس مرض یا معصیت سے
خلاصی اور نجات ہو ۔ اور فرمایا ہے کہ جب
کوئی یار و عزیز بیمار ہو اوسکی مدد ہمت سے
کرنی بہت خوب ہے ۔ مدد دو طرح پر ہے
ایک یہ کہ تمام ہمت سے مصروف ہو کہ مرض
دور ہو جائے دوسری طرح یہ ہے کہ بیماری
کے وقت تفرقہ خاطر بہت ہو جاتا ہے اور
آسانی خاطر جمع ہوتی ہے ۔ ہمت سے مدد
کرتے ہین ۔ کہ وہ تفرقہ خاطر جاتا رہے کہ
جو مقصود اصلی ہے وہ نصب العین ہو ۔

طریقہ توجہ خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم ۔

اوس توجہ کو تصرف کہتے ہین اور وہ
اس وجہ پر ہے ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲۱۲
۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲۱۲
۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲۱۲

که بدل متوجه دل طالب شوند و از نه
ره گذر آن ارتباط اتصال واتحادی
میان دل ایشان و باطن آن طالب
واقع می شود وبطریق انعکاس از دل
ایشان پرتو بر باطن وے مے تابد
واین صفتے است که ناشے از استعداد
ایشان ست که بطریق انعکاس درآئینه
استعداد آن طالب ظاهر شده اگر
این ارتباط متصل شود آنچه بطریق
انعکاس حاصل شده بود صفت دوام
پذیرد وتبیین شرائط تصرف ودقائق
آن وتفصیل روش آن بگفتن مرشد
تعلق دارد ومنقول است از حضرت
خواجه محمد یحییٰ پسر حضرت خواجه
عبید الله احرار قدس الله تعالیٰ اسرارهما
که ارباب تصرف بر انواع اند بعضے
ماذون ومختار که باذن حق سبحانه و
تعالیٰ وباختیار خود هرگاه که خواهند
تصرف کنند واو را بمقام فنا وبیخودی
رسانند وبعضے دیگر ازان قبیله اند
که باوجود قوت تصرف جز بامر غیبی
تصرف نکنند تا از پیشگاه مامور نشوند
بکسے توجه نکنند وبعضے دیگر آن چنانند
که گاه گاه صفتے وحالتے برایشان
غالب شود ودر غلبۀ آن حال در باطن

که دل سے متوجه طالب کے دل کی
هوتی هین - اور بسبب اوس ارتباط
کے اتصال اور اتحاد ان کے دل مین
اور اوس طالب کے باطن مین واقع
هوتا هے - اور بطور عکس کے ان کے دل
سے - طالب کی باطن پر پرتو پڑتا هے
اور یه ایک ایسی صفت هے که انکی
استعداد سے ظاهر هوئی هے که بطریق
عکس کے طالب کے استعداد کے آئینه
مین ظاهر هوئی هے - اگر یه ارتباط متصل
هو - تو جو بطریق عکس کے حاصل هوا تھا
صفت دوام هو جاتا هے - اور بیان
شرائط تصرف کا اور اوسکے دقیقه اور
تفصیل اوسکی روش کی مرشد کے کهنے
سے متعلق هے - اور منقول هے حضرت
خواجه محمد یحییٰ صاحبزادی حضرت خواجه عبید الله
احرار قدس سرهما سے - که اهل تصرف بهت
طرح کے هین - بعضے ماذون ومختار هین که
حق سبحانه تعالیٰ کے اذن سے اور اپنے
اختیار سے جب چاهتے هین تصرف کرتے
هین - اور اوسی مقام فنا اور بیخودی مین پهنچا
دیتے هین اور بعضے اوس قسم کے هین که باوجود
قوت تصرف کے سوائے امر غیبی کے تصرف
نهین کرتے - جبتک اودهر سے امر نهو کسی کی
طرف توجه نهین کرتے - اور بعضے ایسے هین که

گاہ گاہ ایک صفت اور حالت ان پر غالب ہوتی ہے اور اوس حال کے غلبہ مین

مریدان تصرف کنند واز حال خود
ایشان را متاثر سازند پس کسے کہ نہ
مختار بود و نہ ماذون و نہ مغلوب از وی
چشم تصرف نباید داشت ٭ ٭ ٭

مریدون کے باطن مین تصرف کرتے ہین اور
اپنے حال کا اونمین اثر پیدا کرتے ہین ۔ تو جو
نہ مختار ہو ۔ نہ ماذون ہو اور نہ مغلوب ۔
اوس سے تصرف کی امید نرکھنی چاہیئے

تتمّہ

کلمات قدسیہ شاہ ولی اللہ صاحب در باب فرقہ صوفیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ تعالی مجزل النعم وملہم الحکم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ **امابعد** می گوید فقیر ولی اللہ عفی عنہ کہ اوائل صوفیہ متفرق شدند بدوازدہ فرقہ دو فرقہ مردود کہ حلولیہ و حلاجیہ باشند ودہ فرقہ مقبول و ہر صنفے را ازین دہ صنف معاملتے و طریقے نیکوست اندر مجاہدات وآداب لطیف بستند و مشاہدات وایشان در معاملات و مجاہدات و ریاضات مختلف اند در اصول و فروع شرع و توحید متفق اند محاسبیہ منسوب بابی عبداللہ حارث بن اسد المحاسبی و قصاریہ منسوب بابی صالح حمدون بن احمد بن عمارۃ القصار و طیفوریہ منسوب بابی یزید طیفور بن عیسی البسطامی و جنیدیہ منسوب بابی القاسم جنید بن محمد البغدادی و نوریہ منسوب بابی الحسن احمد بن محمد النوری و سہیلیہ منسوب بسہیل بن عبداللہ التستری و حکیمیہ منسوب بابی عبداللہ محمد بن علی الحکیم الترمذی و خرازیہ منسوب بابی سعید خراز و خفیفیہ منسوب بابی عبداللہ محمد بن خفیف الشیرازی و سیاریہ منسوب بابی العباس السیاری ہکذا ذکر الشیخ الہجویری فی کتاب کشف المحجوب و این فقیر را بہر طریقہ ازین طرق از جہتہ خرقہ سلسلہ میرسد و شیخ ابوطالب مکی را بجنید و نوری و محاسبی و سہل تستری و غیر ایشان سلسلہ می رسد و ہمچنین سایر کبار متقدمین را باکثر این بزرگان سلسلہ منتہی می گردد و چون آن زمانہ گذشت مدار کار بر طریقہ جنیدیہ افتاد و جمہور اہل طریقہ باو نسبت درست کردند ولنذکر ہہنا ما یدل علی انعطاف سلسلتنا الی ہذہ الطرق العشر بالاجمال **اما الجنیدیۃ** فحالہا ظاہر وقد ثبت ان جنید اصحب حارث بن اسد المحاسبی **واما القصاریۃ** فتلمذ الشیخ ابوالقاسم القشیری

من الشیخ ابی عبد الرحمن السلمی وهو تلقن من الشیخ ابی احمد بن عیسی وهو تلقن الشیخ
ابی محمد بن عبد الله بن منازل وهو تلقن من شیخ الملامتیة ابی صالح حمدون بن
احمد بن عمارة القصارة وهو تلقن من ابی تراب عسکری بن حسین النخشبی وهو
تلقن من حاتم الاصم وهو تلقن من شقیق بن ابراهیم البلخی واما الطیفوریة
فالسلسلة الشطاریة منتهی الی الشیخ محمد المغربی تلقن من روحانیة الشیخ ابی یزید البسطامی
والشیخ ابو القاسم الکرگانی صحب الشیخ ابا الحسن الخرقانی تلقن من روحانیة الشیخ ابی
یزید البسطامی واما النوریة فالشیخ ابو مدین المغربی اخذ الطریق عن الشیخ ابی یعزی
وهو عن الشیخ ابی شعیب هو عن الشیخ عبد الجلیل وهو عن الشیخ ابی الفضل الجوهری
وهو عن والده ابی عبد الله الحسین الجوهری وهو عن الشیخ ابی الحسین النوری رفیق
الجنید وهو عن السری واما السهیلیة فالشیخ ابو طالب المکی اخذ الطریق عن ابی الحسن
محمد بن ابی عبد الله احمد عن ابیه ابی عبد الله احمد بن سالم البصری عن سهیل
بن عبد الله التستری واما الحکیمیة فالخواجه نقشبند البخاری تلقن من روحانیة شیخ محمد
بن علی الحکیم الترمذی واما الخرازیة والحقیقة فالشیخ شهاب الدین السهروردی لبس الخرقة عن
عمه القاضی وجیه الدین عمر عن والده محمد عمویه وعن الشیخ اخی فرج بن احمد هما مشارکة
الاخر عباس ابیه عن الشیخ احمد الاسود الدینوری ملباسه عن ممشاد الدینوری وملباس اخی
الفرج الزنجانی لهما عن ابی العباس النهاوندی ملباسه من ابی عبد الله محمد بن خفیف الشیرازی
ملباسه من ابی محمد وقد اخذ عن ابی سعید الخراز وهو اخذ عن محمد بن منصور
الطوسی وصحبت ذی النون المصری وسریا السقطی وبشر الحافی والحمد لله رب العلمین

حضرت خواجه عبد الله قدس سره بیتی چند در رساله
فقرات ایراد فرموده اند که مواد ش بطریق اجمال امتحان عدم شعور بحضور حق است
سبحانه وچون فهم معانی آن ابیات در غایت غموض واغلاق بود این خاکسار
از جناب مقدس حضرت ولی نعمت التماس کشف مضامین آن بروجه وجدان
کرامت ترجمان وموافق اصطلاح خاص حضرت ایشان مدظله نمود باین تقریب
قلم ارشاد رقم متصدی کشف وبیان آن گردید ابیات این است

ابیات

داد جاروبی بدستم آن نگار … گفت کز دریا برانگیزان غبار
آب آتش گشت جاروبم بسوخت … گفت از آتش تو جاروبی بیار
کردم از حیرت سجودی پیش او … گفت بی ساجد سجودی خوش بیار
آه بی ساجد سجودی چون بود … گفت بیچون باشد و بی خارخار

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی - دریا عبارت از وجود منبسط است
بر هیاکل موجودات که بصفت وحدت خود جمیع موجودات را درگرفته و جاروب
عبارة است از ذکر لا اله الا الله که نفی الهه باطله می کند مانند نفی کردن جاروب غبار
خس و خاشاک را از خانه پس در اول حالت اهل ارشاد به نیابة محبوب حقیقی سالکان را
بذکر نفی و اثبات می فرمایند برای نفی الهه باطله هر چند در حقیقت حال هیچ باطلے
نیست هر چه هست نوعی از وجود است و جمیع موجودات متلاشی اند در وجود حق
و ذکر نفی و اثبات دلالت می کند بر تمثیل غیری پس مضمون خطاست اهل ارشاد این باشد که از
دریا که محل غبار نیست غباری باید برانگیخت پس چون سالک بتوحید حقیقی مشرف شد اثبات
غیریت از هم پاشید و نفی بیکار گشت و همین ست معنی آتش گشت و جاروبم بسوخت یعنی
تجلی صفت وحدة نفی و اثبات را بیکار ساخت بعد ازان اهل ارشاد به نیابة محبوب حقیقی
فرمودند که مواظبت باید کرد بر شهود وحدت تا رذائل بشریه متلاشی شود و تخلق باخلاق الله
بدست آید و همین ست معنی از آتش جاروبی برآر چون سالک مغلوب توحید بود او را
حیرتے درگرفت و آن حیرت محمود بود که اینجا مظهر سوی ظاهر مجرد میلانے دارد بالذات و همین
معنی سجده بعد ازان مطلوب فناء الفنا ست که شعور بتوجه نباشد و همین است معنی بی ساجد
سجودے خوش بیار اینجا اشکالے بهم رسید که توجه مستلزم علم بنفس خود است زیرا که نسبتے است
بین آتشین حل این اشکال از جناب حضرت وحدت چنین نمائی شد که بعنی اشکال از علم
علم حضوری با علم حصولی ست و از علم حضوری حضور ذات شی است نزدیک ذات و آن
حضور هم ذات اوست اینجا اتحاد حقیقی ست اثنینیة اعتباری حالے است بسیط که کثرت نسبت
گنجایش ندارد - اما در حالت نازله بنسبت بین آتشین و نحو آن تعبیر توان کرده تمام شد